بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 48 — شمارہ 4

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR Qadian

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

9 شوال 1419 ہجری 28 صلح 1378 ہش 28 جنوری 1999ء

لندن 23.1.99 (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں کل حضور نے مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب جماعت کو بیش قیمت نصائح سے نوازتے ہوئے اہم تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔

پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمره امره

آج عید کا دن ہے تمام دنیا کے مسلمانوں کو عید کی مبارک باد پیش کرتا ہوں

غریبوں کی عید منانے کی کوشش کریں جب آپ غریبوں کی عید منائیں گے اللہ آپ کی عید منائے گا

حضور کی تحریک پر برطانیہ جرمنی۔ کنیڈا۔ امریکہ اور فرانس کے احمدیوں نے دنیا بھر میں عید کے موقعہ پر غرباء کیلئے تحفوں کے پیکٹ بھجوائے

خلاصہ خطبہ عید الفطر مورخہ 19 جنوری 1999 بمقام اسلام آباد (ٹلفورڈ) انگلینڈ۔

لندن۔ (ایم ٹی اے) 19 جنوری سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج اسلام آباد ٹلفورڈ سے عید کے عظیم اجتماع کو خطاب فرمایا۔ حضور کا یہ خطبہ اسی روز مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ تمام دنیا میں دیکھا و سنا گیا۔ حضور اقدس نے سورۃ الشوریٰ کی آیت ۲۶،۲۵ کی تلاوت کے بعد فرمایا یہ رمضان جو ہم نے گزارا ہے یہ کچھ لوگوں کیلئے تو واقعتاً عید کا تحفہ لیکر آیا ہے اور ان کا رمضان کے دوران ہی حصول لقائے باری تعالیٰ کی وجہ سے دل اس یقین سے بھر گیا ہوگا کہ ہماری عید تو ہو گئی اور وہ عید دراصل اللہ کے لقاء کی عید ہے۔ جسے اللہ مل جائے اس کی عید ہی عید ہے۔ پس ایسے بھی خوش نصیب ہوں گے جن کو رمضان مبارک میں اللہ مل گیا اور ان کی یہ عید ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے رمضانِ مبارک سے سبق سیکھے ہیں اور ان کا رمضان اب عید کے بعد شروع ہوگا۔ یہ عید اللہ کی طرف سے پیشگی تحفہ ہے ان کیلئے چونکہ اللہ جانتا ہے کہ انہوں نے نیک ارادے باندھے ہیں اور فیصلے کئے ہیں کہ ہم بقیہ سال رمضان مبارک کی تیاری میں گزاریں گے اور رمضان سے جو سبق بھی ہم نے سیکھے ہیں ان پر حتی المقدور عمل کرنے کی کوشش کریں گے پس اللہ کی طرف سے یہ عید دو طرح کی عید بن کر آئی ہے۔ ایک ان کیلئے جن کی محنتیں قبول ہو گئیں اور ان کیلئے بھی جن کی محنتیں قبول ہونے والی ہیں اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو اور کثیر تعداد میں اللہ کے بندے اس عید میں شامل ہو جائیں جو پیشگی تحفہ کے طور پر ان کو پیش کی جارہی ہے۔ اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آنحضرت ﷺ کی چند احادیث بیان کرتے ہوئے صبر اور شکر کے سلسلہ میں بیان فرمایا کہ عید دراصل صبر اور شکر کے امتحان کے بعد آیا کرتی ہے پس جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ حضور اقدس نے احادیث کی روشنی میں فرمایا کہ ایک بار آنحضرت ﷺ کی نصیحت پر خواتین نے اپنے زیورات کانٹے اور بالیاں اتار کر بلال کے کپڑے میں ڈال دیئے فرمایا یہ وہ سنت ہے جس کے نتیجہ میں آج ہم بھی اس قسم کے نمونے دیکھ رہے ہیں۔ احمدی خواتین آج تک آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کی روشنی میں اپنے زیورات بالیاں کڑے خدا کی راہ میں قربان کرتی چلی جارہی ہیں اور یہ سلسلہ اب بہت بڑھ گیا ہے اس کیلئے ایک بلال کی جھولی نہیں ہزاروں بلال کی جھولیاں بھی تنگ ہو جائیں گی۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ کی قائم کردہ سنت ہے انشاء اللہ جماعتِ احمدیہ کو توفیق ملتی رہے گی کہ ہمیشہ اس سنت پر عمل پیرا ہو۔ حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کی تعلیم کے پیش نظر کچھ احادیث کی تشریحات بیان فرمائیں۔ خاص طور پر والدین کو اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ماں باپ کو اپنے بچوں پر گہری نظر رکھنی چاہئے تاکہ وہ صبر اور شکر کرنے والے بنیں۔ فرمایا ہمت نہیں ہارنی چاہئے ہمت اخلاقِ فاضلہ میں سے ہے اور مومن بڑا بلند ہمت ہوتا ہے اور اسے ہر وقت خدا تعالیٰ کے دین کی نصرت و تائید کیلئے تیار رہنا چاہئے بزدلی منافق کی نشانی ہوتی ہے مومن دلیر اور شجاع ہوتا ہے۔ شجاعت سے مراد یہ نہیں کہ اس میں موقعہ شناسی نہ ہو۔ موقعہ شناسی کے بغیر جو فعل کیا جاتا ہے وہ تہور ہوتا ہے مومن میں شتابکاری نہیں ہوتی بلکہ وہ نہایت ہوشیاری و تحمل کے ساتھ نصرت دین کے لئے تیار رہتا ہے۔ حضور اقدس نے اس موقعہ پر تمام دنیا میں بسنے والے احمدیوں کو حکمت سے کام لینے کی طرف توجہ دلائی اور بزدلی سے الگ رہتے ہوئے حکمت کے ساتھ خدا کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کیلئے خدا سے مدد اور نصرت طلب کرنے پر زور دیا۔

(باقی صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں)

ہر لمحہ اس بات کیلئے تیار رہو کہ جب بھی خدا تمہیں واپس بلائے تم خدا کے فرمانبرداروں میں سے ہو

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کے ۱۰۷ ویں جلسہ میں سولہ ہزار سے زائد افراد کی شمولیت

پہلی دفعہ جلسہ سالانہ میں دس ہزار سے زائد نو مبائعین کی شرکت

الٰہی نصرت و تائید کے عظیم الشان وعدوں کے ایفاء اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نیک تمناؤں اور دُعاؤں کے حوالہ سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور اختتامی خطاب

لندن (۷ر دسمبر): آج قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کے ۱۰۷ ویں جلسہ سالانہ کا آخری روز تھا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن سے براہ راست ایم ٹی اے کے ذریعہ جلسہ کے شرکاء سے اختتامی خطاب فرمایا جس سے دنیا بھر کے احمدی بھی براہ راست فیضیاب ہوئے اور جلسہ کی اختتامی دُعا میں شامل ہو کر اس کی برکتوں سے حصہ پایا۔ لندن کے وقت کے مطابق صبح دس بجے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز محمود ہال لندن میں سٹیج پر تشریف لائے۔ محمود ہال کو جلسہ کی مناسبت سے خوبصورت بینرز سے آراستہ کیا گیا تھا۔ حضور ایدہ اللہ نے کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہونے پر مکرم حافظ فضلِ ربی صاحب کو تلاوت قرآن کریم کیلئے بلایا۔ انہوں نے تلاوت کے بعد اس کا اردو ترجمہ بھی پڑھ کر سنایا۔ پھر عزیز کرشن احمد پٹیل نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام میں سے بعض منتخب اشعار پڑھ کر سنائے جس کے بعد انگلستان کے بچوں کے ایک گروپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی قادیان کی یاد میں کہی گئی نظم کورس کی شکل میں ترنم سے سنائی اور پھر اس کے جواب میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کا منظوم کلام "سیدا ہے آپ کو شوقِ لقائے قادیاں" بچوں کے ایک گروپ نے اپنی دلکش آواز میں پڑھا۔ اس کے بعد سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے جلسہ قادیان کے اختتامی خطاب کا آغاز فرمایا۔

(باقی صفحہ ۲ پر مسلسل ملاحظہ فرمائیں)

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ قادیان از صفحہ اول

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ المجادلہ کی حسب ذیل آیات کی تلاوت کی :

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَادُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ ۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ۔ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ﴾ (المجادلہ : آیت ۲۱، ۲۲)

حضور انور نے ان آیات کا تشریحی ترجمہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو یہ خوشخبری دیتا ہے کہ وہ معاندین اور دشمنان اسلام جو اللہ اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو ذلیل و خوار ہونگے۔ اللہ نے لکھ رکھا ہے یعنی اپنے پر فرض کر لیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب آئیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ یہاں "رُسُلِی" فرمایا ہے جس کا مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کی یہ سنت قدیم سے جاری ہے۔ آدم سے لے کر دنیا کے اختتام تک جو بھی خدا کے رسول آئے یا آئیں گے اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ وہ ضرور غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت قوی ہے اور غلبہ والی عزت رکھتا ہے۔

بعد ازاں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ قادیان کے جلسہ میں آج اس اجلاس سے پہلے کے اجلاس میں جناب بچن سنگھ لنگاہ صاحب وزیر انڈسٹری پنجاب خود تشریف لائے تھے اور پرکاش سنگھ بادل صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب اور شانتہ کمار صاحب وزیر اعلیٰ ہماچل پردیش نے مبارکباد اور خیر سگالی کے پیغام بھجوائے تھے۔

حضور نے بتایا کہ اس وقت قادیان میں مکرم آر ایل بھاٹیہ صاحب سابق وزیر خارجہ بھارت، مکرم ترپت راجندر سنگھ صاحب باجوہ سابق وزیر تعلیم، مکرم پریتم سنگھ صاحب بھاٹیہ ممبر سنگھ گوردوارہ پربندھک کمیٹی، یہ تینوں معززین سٹیج پر بائیں طرف کرسی نمبر ۴، ۵ اور ۶ پر تشریف فرما ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ ایک ایسا نظارہ ہے جس کی مجھے فون پر اطلاع ملی ہے لیکن اس وقت یوں لگ رہا ہے جیسے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضور نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ ان کی شمولیت مبارک فرمائے۔

ایک ایمان افروز روایت

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج عزیز بٹیل نے حضرت مسیح موعودؑ کی جو نظم پیش کی تھی اس میں وہی مضمون ہے جو بارہا آپ نے سنا ہے مگر جتنی بار بھی سنیں کبھی پرانا نہیں ہوتا کہ ؎

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر ☆ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

اور پھر خدا نے کیسے اسے ترقی دی، کس طرح خدا نے بڑھایا اور کیا بڑھایا۔ یہ وہ مضمون ہے جس کا آنکھوں دیکھا حال میں ابھی آپ کے سامنے بروایت نواب خان صاحب ولد شیخ احمد خان صاحب ساکن ہرانا تحصیل پنڈی گھیپ رکھنے لگا ہوں۔ یہ وہ روایت ہے جو رجسٹر روایات جلد ۳ صفحہ ۲۳ تا ۳۵ سے میں نے اخذ کی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جہاں تک میں نے غور کیا ہے کبھی یہ روایت پہلے احباب کے سامنے پیش نہیں ہوئی۔ اس میں بڑی سادگی کے ساتھ تمام حالات بیان ہوئے ہیں۔ ایک سادہ انسان اپنا آنکھوں دیکھا حال بیان کر رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ :

"خاکسار مسمی نواب خان ولد شیخ احمد خان ساکن ہرانا تحصیل پنڈی گھیپ ضلع کیمبل پور کا رہنے والا ہے"۔

حضور نے فرمایا، یاد رہے کہ اس وقت کیمبل پور پنجاب میں نہیں بلکہ صوبہ سرحد میں شامل تھا۔ اس لئے آگے چل کر جب وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ پنجاب جاؤں تو وہ سرحد سے پنجاب جانے کی بات کرتے ہیں۔ "اور میری قوم جودھڑا راجپوت ہے۔ اس شہر کو جس شخص مسمی پیرا خاں نے آباد کیا تھا اس کی اولاد میں سے ہم ہیں اور میں نے حضور کے ابتدائی دعویٰ کے ایام میں بیعت کی ہے اور اب میں ان تمام واقعات کو بیان کرتا ہوں جو کہ اس ضمن میں پیش آئے۔

میری عمر ۱۱ سال کی تھی جبکہ میرے والد صاحب فوت ہو گئے۔ ایک دن مسجد میں بغرض تعلیم گیا تو ایک مولوی صاحب میاں یحییٰ ہیکی ڈوک والے مسجد میں وعظ کر رہے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ زمانہ بہت خراب ہو گیا ہے اور کوئی شخص ایک دوسرے کا لحاظ نہیں کرتا اور ہمدردی بالکل اٹھ گئی ہے۔ ماں بیٹی اور باپ بیٹے میں اختلاف نظر آتا ہے۔ بیویاں اپنے خاوندوں کی عزت نہیں کرتیں۔ گویا کہ عورتوں کا راج ہے۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ یہ زمانہ ضلالت کا زمانہ ہے۔ پھر لوگوں نے سوال کیا کہ یہ زمانہ بدلے گا بھی کہ نہ؟ انہوں نے کہا: امام مہدی کا زمانہ بالکل قریب آگیا ہے جس کے طفیل پھر دنیا میں ہدایت قائم کی جائے گی مگر ابھی اس کے دعویٰ میں کافی عرصہ رہتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ دعویٰ کب کرے گا اور وہ وقت چودھویں صدی کا ہو گا۔ ابھی چودھویں صدی کے آنے میں پچیس سال رہتے ہیں اور چودھویں صدی کا کچھ زمانہ گزرنے کے بعد وہ دعویٰ کرے گا۔

لوگوں نے کہا: مکہ میں پیدا ہو گا اور سیدوں کے گھر میں ہو گا۔ آپ کے خاندان سے ہو گا؟ مولوی صاحب نے کہا: جہاں اللہ کی مرضی، ہو گا۔ اللہ کی چیز ہے جس جگہ چاہے پیدا ہو گا۔ لوگوں نے کہا کہ اس کے نشانات کیا ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جس وقت وہ دعویٰ کرے گا تو لوگ (جس طرح پہلے رسولوں کے ساتھ بغاوت کرتے رہے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کو تیرہ آدمیوں نے تسلیم کیا تھا)۔ اس کے مخالف ہو جائیں گے اور طرح طرح کے جھوٹے الزام اس پر لگائیں گے مگر جو لوگ اس کو مان لیں گے خدا تعالیٰ ان کے سب گناہ معاف کر دے گا گویا وہ معصوم بچوں کی طرح ہونگے۔

لوگوں نے پھر کہا کہ ہمیں پورے پورے حالات بتائیں تا کہ جس وقت وہ دعویٰ کرے تو کوئی دوسرا آدمی ہم کو دھوکہ نہ دے سکے تو اس پر انہوں نے کہا کہ اس وقت تک ہم تم مر چکے ہونگے اور ہمارے بیٹے بھی مر چکے ہونگے اور میرے پوتے بھی اس کی برکت سے محروم رہ جائیں گے اور اس کو قبول نہ کریں گے۔

اس زمانے میں ایک کالا سا گدھا ہو گا جو سینکڑوں میلوں کا رستہ بڑی جلدی سے طے کرے گا اور ہزاروں من کا بوجھ اٹھایا کرے گا۔ چنانچہ یہ جو ہمارا گاؤں ہے اگر اس کے تمام آدمی اور مکان، مال مویشی یعنی سب چیزیں اٹھا لے تو بھی بڑا تیز چلے گا اور لاہور کا سبزی فروش صبح اٹھ کر شام کو پشاور سے سبزی بیچ کر واپس گھر آ جایا کرے گا۔ اس زمانہ میں نہروں سے دریا سوکھ جائیں گے اور زمین بڑی زرخیز ہو گی۔

یہ سن کر جو جوان لڑکے وہاں موجود تھے وہ یہ کہہ کر تمخول کرنے لگے کہ دیکھو مولوی صاحب کیسی گپیں ہانکتے ہیں۔ وہ بھی کوئی گدھا ہو گا جو اتنا بوجھ اٹھا سکے گا۔

اس کے بعد زمانہ گزرتا گیا اور ہم بال بچوں والے ہو گئے اور اس اثناء میں ریل وغیرہ بھی ایجاد ہو گئی۔ انہی ایام میں مجھ پر ایک مقدمہ ہوا جس کے لئے مجھے راولپنڈی آنا پڑا۔ واپسی پر راستہ میں میں ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گیا تو وہاں چند آدمی یہ باتیں کر رہے تھے کہ پنجاب میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ ہم نے نماز پڑھی اور اپنے گاؤں چلے گئے۔ پھر ہمیں مقدمہ میں آنے کے لئے بار بار موقعہ ملا مگر ہم اس مسجد میں کبھی نہ آئے۔ چھ مہینہ کے بعد میں اور میرا بھائی پھر تاریخ پر آئے تو اس مسجد میں گئے اور عصر کی نماز پڑھنے لگے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں چند آدمی باتیں کر رہے ہیں کہ اس پنجاب والے آدمی نے اب مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کر دیا ہے۔ وہ تو ایک جادوگر ہے جو بھی بڑا مولوی اس کے پاس جاتا ہے اس پر اپنا اثر ڈال کر اسے اپنے ساتھ ملا لیتا ہے۔ چنانچہ جہلم کا ایک بڑا مولوی .... اس کے پاس گیا تو اس کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ میں نے جب یہ سنا تو میرے دل میں خیال آیا کہ اسے ضرور دیکھنا چاہئے۔ اگر تو مجھے وہ سچا نظر آیا تو اس سے مقدمہ کے بارے میں دعا کراؤں گا۔ سو جس وقت مجھ کو میرے بھائیوں نے گاؤں جانے کے لئے کہا۔ میں نے انکار کر دیا اور وہیں رہا۔ صبح جس وقت اٹھا، نماز ادا کی اور رستے گاؤں چلا گیا۔ وہاں ایک مولوی صاحب پرانے واقف تھے۔ اس سے پنجاب کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ کس لئے جا رہے ہو؟ میں نے کہا کہ سیر کو جا رہا ہوں۔ اس پر اس نے بتلایا کہ یہاں سے جہلم کا ٹکٹ لے لو۔ میں نے جہلم کا ٹکٹ خرید لیا اور جہلم پہنچ گیا۔ وہاں میں غفور خان سیشن جج کے پاس ٹھہرا۔ اور صبح اٹھ کر وزیر آباد کا ٹکٹ لے لیا اور وہاں ایک مسجد میں امام کے پاس رہا۔ صبح اٹھ کر شہر میں سیر کے لئے گیا تو وہاں میں نے دیکھا کہ لوگ حضرت امام مہدی کو بہت گندی گالیاں نکال رہے ہیں۔ ڈر کی وجہ سے میں نے کسی سے اپنے مقصد کا ذکر نہیں کیا مگر خدا نے مجھ کو خود ہی راستہ بتلایا۔ وہ اس طرح کہ ایک آدمی مجھے ملا اور اس نے مجھے کہا کہ یہاں کیا کر رہے ہو۔ اگر سیر کی غرض ہے تو وہاں سیر کا لطف آئے گا۔ اس پر میں نے ٹکٹ خرید اور امرتسر پہنچ گیا (اور چار دن وہاں ٹھہرا) ان چار دنوں میں میں نے ایک دن جبکہ میں امرتسر کی سیر کر رہا تھا تو کیا دیکھا کہ ایک جگہ ایک طرف سے آدمی اندر جاتے ہیں اور دوسری طرف سے نکلتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ اندر ایک حکیم بیٹھا ہوا ہے۔ ایک مریض آیا اور اس نے کہا کہ مجھے اس دوائی سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اس پر اس نے کہا کہ میں نے تو تم کو قادیاں کے مغلوں والی دوائی دی ہے۔ جس وقت وہ مریض باہر نکلا تو میں نے کہا کہ قادیان کے مغل کون ہیں۔ تو اس نے کہا کہ تمہیں ابھی تک پتہ نہیں۔ اس ایسے تیسے نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور نیا مذہب نکالا ہے۔ میں نے اس سے کہا: اس کا گاؤں کدھر کو ہے؟ اس نے کہا یہاں سے بٹالہ کے ساڑھے چار آنے لگتے ہیں اور اس سے آگے پیدل ہی قادیان چلے جاتے ہیں۔ اس پر میں اس سے جدا ہو گیا اور .... دعائیں کرتا ہوا چلا آیا کہ یا خدا تو ہی اب مجھے قادیان پہنچا دے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ ان دنوں ڈپٹی قمر الدین صاحب کے گھر ٹھہرے ہوئے تھے۔ انہوں نے انہیں بتلایا کہ میری تولد حیانہ تبدیلی ہو گئی ہے اب تم کیا کرو گے۔ کہتے ہیں میں نے دل میں کہا کہ شکر ہے کہ اب میرا چھٹکارا ہو گیا۔ ...... اس پر میں سٹیشن کی طرف دوڑا مگر مجھے بٹالہ کا نام بھول گیا تھا۔ اب میں حیران تھا کہ کروں کیا؟ مجھے صرف اتنا یاد تھا کہ جہاں میں نے جانا ہے وہاں کے ساڑھے چار آنے لگتے ہیں۔ سو میں نے پیسے نکالے اور کھڑکی پر چلا گیا۔ اور کہا کہ ٹکٹ دے دو۔ اس نے کہا کہاں کا؟ میں نے کہا کہ ساڑھے چار آنے کا جہاں کا بھی ٹکٹ آتا ہے دے دو۔ وہ حیران ہو گیا۔ پھر کچھ سوچ کر کہا کہ بٹالہ کا ٹکٹ لینا ہے؟ تو مجھے بھی یاد آگیا۔ میں نے کہا ہاں۔ اس پر اس نے مجھے ٹکٹ دے دیا اور میں بٹالہ سٹیشن پہنچ گیا۔ مجھے دو آدمی ملے .... ان دو آدمیوں نے ایک ٹانگہ والے کو بلا کر کہا کہ اس کو وکیل (میر احمد شاہ) کے مکان پر پہنچا دو (جو کہ ایک مقدمہ میں ان کے وکیل رہ چکے تھے)۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ٹانگہ پر سوار ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ دوران سیر میں ایک بات کا خیال رکھنا۔ میں نے کہا کہ وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس تحصیل میں ایک آدمی نے نبوت اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور وہ بڑا ٹھگ ہے۔ اس کے جال میں نہ پھنسنا۔ میں نے ان کو کہا کہ اچھا۔ ٹانگہ چل پڑا اور وکیل صاحب کا مکان آگیا۔ میں ٹانگہ سے اترا اور ٹانگے والے کو پیسے دینے لگا مگر اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ میرا ان کے ساتھ ٹھیکہ ہے۔ میں ان سے خود ہی پیسے لے لوں گا۔ میں نے کہا اچھا جاؤ۔ وہ چلا گیا اور میں وکیل صاحب کے مکان پر گیا تو نوکر نے مجھے اندر نہ جانے دیا۔ اس لئے میں قریب کی ایک مسجد میں وقت گزارنے کے لئے جا بیٹھا۔ جس وقت وکیل صاحب آنے والے تھے میں آگیا اور ان کو راستہ سے ہی ملا۔ وہ مجھے بڑی اچھی طرح اندر لے گئے اور چارپائی وغیرہ دے دی۔ دوسرے دن ایک نوکر کو ساتھ دیا کہ اس کو شہر کی سیر کراؤ اور خود کچہری میں چلے گئے۔

شہر میں سیر کے دوران میں مجھے حضور کو گالیاں دیتے ہوئے کافی لوگ دکھائی دئے اور میرے دل کو سخت صدمہ پہنچا۔ اسی طرح دوسرے دن بھی ہوا۔ شام کو جب گھر واپس آئے تو قادیان کا ایک سید ڈیرہ پر موجود پایا جو وکیل صاحب کے پاس آیا تھا۔ میں اور وہ رات کو اکٹھے رہے اور قادیان کے متعلق خوب باتیں ہوتی رہیں۔ اور میں نے اس سے راستہ وغیرہ بھی اچھی طرح پوچھ لیا۔ اس نے مجھے راستہ کی تمام نشانیاں بتا دیں۔ وہ صبح ہونے سے پہلے ہی قادیان روانہ ہو گیا اور میں صبح ہو کر روٹی وغیرہ کھا کر وکیل صاحب سے گھر جانے کے لئے رخصت لے کر قادیان کی طرف روانہ ہو گیا۔ جس وقت قادیان پہنچا تو یہاں پر کیا دیکھتا ہوں

(باقی صفحہ ۷ پر ملاحظہ فرمائیں)۔

خطبہ جمعہ

میں امید رکھتا ہوں کہ یہ صدی اختتام تک نہیں پہنچے گی جب تک جماعت کو اللہ تعالیٰ کروڑوں سے اربوں میں داخل نہ کر دے

اللہ اوپر سے نگرانی کر رہا ہے، کسی کو غلط راستے سے اوپر نہیں آنے دے گا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۰؍ نومبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۰؍ نبوت ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

اشھد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔
الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔
اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔
﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً﴾ .(سورة المزمّل :۹)

یہ وہ مضمون ہے جو گزشتہ جمعہ سے جاری ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس میں پڑھ رہا تھا جب کہ وقت ختم ہو گیا تو آج اس کے بقیہ حصے ہی سے میں خطبے کا آغاز کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”اور محض گمنام تھا اور ایک فرد بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا مگر شاذ و نادر ایسے چند آدمی جو میرے خاندان سے پہلے ہی سے تعارف رکھتے تھے اور یہ وہ واقعہ ہے کہ قادیان کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی اس کے برخلاف شہادت نہیں دے سکتا۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے اپنے بندوں کو میری طرف رجوع دلایا اور فوج در فوج لوگ قادیان میں آئے اور آ رہے ہیں اور نقد اور جنس اور ہر ایک قسم کے تحائف کثرت سے لوگوں نے دئے اور دے رہے ہیں جن کا میں شمار نہیں کر سکتا“۔ (حقیقة الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۱،۲۶۲)

یہ آغاز نبوت کا حال ہے اور ہر نبوت اسی طرح آغاز فرماتی ہے اس میں کوئی استثناء آپ نہیں دیکھیں گے۔ جتنے بھی انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں ان کا بچپن میں اپنا یہی حال ہوا کرتا تھا اور گوشۂ گمنامی سے خدا اُن کو کھینچ کر نکالتا ہے۔ نبوت کے بعد بھی ایک قسم کا گوشۂ گمنامی پیدا ہو جاتا ہے ان لوگوں کے لئے جو نبی کے گرد اکٹھے ہوتے ہیں مگر اُس گوشۂ گمنامی میں اور اس میں فرق ہے۔ یہاں خدا کی نظرِ انتخاب پڑنے سے پہلے جو لوگ نبی بنائے جاتے ہیں ان کا حال ہے لیکن نبوت کے بعد پھر یہی سلسلہ دوبارہ خلافت میں بھی شروع ہو جایا کرتا ہے۔ اس کی چند مثالیں میں آپ کے سامنے رکھوں گا مگر اس کو نبوت سے تشبیہ دینا جائز نہیں، نہ نبوت سے اس کی تعبیر کی جا سکتی ہے کیونکہ دونوں چیزوں میں بہت فرق ہے۔

بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ اقتباس پڑھتے ہوئے میں جماعت کو یہ متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ فرمایا ”فوج در فوج لوگ قادیان میں آئے اور آ رہے ہیں“۔ یہ جو سلسلہ ہے فوج در فوج آنے کا یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ **آج جو جماعت احمدیہ مشاہدہ کر رہی ہے کہ واقعةً فوجوں کی طرح لاکھوں کی تعداد میں بعض ممالک میں احمدی بن رہے ہیں، جماعت میں داخل ہو رہے ہیں یہ کوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے الگ سلسلہ نہیں ہے۔ وہی سلسلہ ہے جو مسلسل جاری ہے اور بڑھتا چلا جا رہا ہے۔** اس لئے کوئی غلط فہمی یہ نہیں ہونی چاہئے کہ ہمارے زمانے میں تو معاملہ اور بڑھ گیا ہے۔ یہ ایک ہی زمانہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ اور آپؑ کے زمانے میں جو پیشگوئیاں شروع میں ظاہر ہونی شروع ہوئی ہیں وہ تدریجاً اور نسبتاً زیادہ تیز رفتار سے آگے بڑھتی رہی ہیں اور یہ رفتار آئندہ زمانوں میں اللہ بہتر جانتا ہے کہ کتنی قوت اور شدت اختیار کر لے گی۔ مگر جو کچھ بھی ہوا ہے یہ اللہ کا احسان ہے اور اس احسان کے تابع ہماری گردنیں جھکی رہنی چاہئیں کیونکہ تقریباً ایک سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوبارہ ان چیزوں میں اسی طرح تیزی پیدا کر دی جس طرح پہلے زمانے میں پیدا فرمائی تھی۔

اور جو ہم نے دیکھا ہے فوجوں کا نظارہ، یہ قسمت سے قوموں کو دکھایا جاتا ہے۔ پس جماعت احمدیہ کا تکبر کا تو کوئی مقام ہی نہیں، نعوذ باللہ من ذلک، وہ تو شیطان کا کام ہے مگر فخر و مباہات بغیر تکبر کے بھی کسی طرح بھی درست نہیں۔ سر جھکنا چاہئے ان کامیابیوں پر۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی سر جھکتا ہی رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا سر ہر بڑی کامیابی پہ اور بھی زیادہ جھک جایا کرتا تھا یہاں تک کہ جب فتح مکہ کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو کجاوے سے سر لگ گیا تھا، جھکتے جھکتے وہیں سجدہ کیا ہوا تھا۔ تو یہ ایک مومن کی غیر مومن سے ایک امتیازی شان ہے۔ مومن کو جب اللہ تعالیٰ کامیابیاں عطا فرماتا ہے تو اس کا سر اور بھی جھک جاتا ہے۔ کافر کو جب کامیابیاں عطا کرتا ہے یا کافر سمجھتا ہے کہ مجھے خود اپنے زور بازو سے کامیابیاں نصیب ہو رہی ہیں تو اس کا سر اور اکڑنے لگتا ہے۔ مومن کا سر اٹھتا ہے تو خدا کے حضور نہیں، بعض دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی سر اونچا کر کے خود چلے اور لوگوں کو چلنے کی تلقین فرمائی وہ غیروں پر اس اظہار کے لئے کہ خدا نے دیکھو ہمیں کیسا اعزاز بخشا ہے ورنہ نفس بہر حال بچھا ہی رہتا ہے اور ہمیشہ کامیابیوں کے بعد اور بھی زیادہ بچھتا ہی چلا جاتا ہے۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو یہ فرمایا، ”آ رہے ہیں اور نقد اور جنس اور ہر ایک قسم کے تحائف اس کثرت سے لوگوں نے دئے اور دے رہے ہیں جن کا میں شمار نہیں کر سکتا“۔ اب جو یہ سلسلہ بڑھ گیا ہے اس میں تو واقعی آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکتیں کس طرح جاری ہیں اور یہ سلسلہ جو ہے مختلف ملکوں سے، مختلف دنیا سے تحائف کے آنے کا سلسلہ یہ کسی شمار میں نہیں آسکتا اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی وہ شان ہے جو نبیوں پر اور نبیوں کے غلاموں پر ظاہر کیا کرتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”میں ایک زاویہ گمنامی میں مستور و محجوب تھا اور میرے ساتھ ایک بھی انسان نہ تھا اور نہ کسی کو توقع تھی کہ مجھے یہ مرتبہ ملے گا“۔ زاویہ جو دو خطوط، دو لکیریں ایک دوسرے سے الگ ہوتی ہیں ایک مرکز سے تو یہ کونہ جو ہے اس کو زاویہ کہتے ہیں اور سارے اس عرصے میں جب کہ دو خطوط ایک دوسرے سے جدا ہوتے چلے جاتے ہیں سب سے تنگ زاویہ ہوا کرتا ہے تو اس لئے اردو میں زاویہ کا محاورہ ایک الگ سی جگہ بالکل خاموش سی جگہ شمار کی جاتی ہے ویسے زاویہ تو اینگل (Angle) کو کہتے ہیں مگر یہاں زاویہ سے مراد گوشۂ تنہائی ہے۔ ایک انسان اگر چھپنا چاہے تو چھپتے چھپتے زاویے سے آگے تو نہیں نکل سکتا۔ تو مراد یہ ہے کہ ایسا عزلت نشین تھا، ایسا تنہائی پسند تھا کہ جس حد تک مجھے توفیق تھی میں ایک کونے میں چھپا رہتا تھا۔

”اور میرے ساتھ ایک بھی انسان نہ تھا اور نہ کسی کو توقع تھی“۔ یہ بھی ایک یاد رکھنے والی بات ہے کہ بعض لوگ جب کسی شخص سے توقع رکھتے ہیں کہ یہ بڑا بن جائے گا یا بڑا ان کی نظر میں ہو گیا ہو تو اس کے گرد ہجوم اکٹھا ہو جایا کرتا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی ایسا کمال ظاہر کر کے منتشر نہیں کیا جس کے نتیجے میں لوگوں کو یہ توقع ہو کہ یہ بڑا آدمی بننے والا ہے اس لئے ابھی سے اس کے گرد اکٹھے ہو جاؤ۔ اور جو بڑا آدمی بنتے ہوئے دیکھ کر اس کے گرد اکٹھے ہوا کرتے ہیں ان میں خلوص ہوتا ہی نہیں وہ دراصل اس کی بڑائی نہیں بلکہ اپنے نفس کی بڑائی کے لئے اکٹھے ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے یہ بھی اللہ کی شان ہے کہ سلسلۂ نبوت کو اس طرح جاری فرماتا ہے کہ صرف مخلصین اکٹھے ہوں اور جن کو اپنے نفوس کی پرواہ ہے اور بنی نوع انسان یا اللہ کی پرواہ نہیں وہ اکٹھے ہوتے ہی نہیں ان کو اپنے کام سے کام ہے اس شخص کو تنہا الگ پڑا رہنے دیتے ہیں۔

تو فرمایا ”نہ کسی کو توقع تھی کہ مجھے یہ رتبہ ملے گا بلکہ میں خود اس آئندہ شان و شوکت سے محض بے خبر تھا“۔ وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایک شان و شوکت میرے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بنائی جائے گی۔ ”اور سچ تو یہ ہے کہ میں کچھ بھی نہ تھا“۔ یعنی، شان و شوکت، کہتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جذبہ انکساری نے اس بات کو کھول دیا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ کوئی ایسی شان و شوکت ہے جو مجھے اپنی طاقتوں، اپنی صلاحیتوں کی وجہ سے ملی ہے۔ فرمایا ”میں کچھ بھی نہیں تھا بعد میں خدا نے محض اپنے فضل، سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے چن لیا۔ میں گمنام تھا مجھے شہرت دی اور اس قدر جلد شہرت دی کہ جیسا کہ بجلی ایک طرف سے دوسری طرف اپنی چمکار ظاہر کر دیتی ہے“۔

اب دیکھ لیجئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ نہ میرے کسی ہنر سے مجھے چن لیا۔ یہ ہنر تو تھا مگر ان معنوں میں ہُنر نہیں جن معنوں میں دنیا ہُنر سمجھتی ہے۔ آپ کا ہُنر تقویٰ تھا لیکن دنیاوی علوم آپ کو کیا حاصل تھے ایک معمولی استاد سے جو دیہات کا استاد ہوتا ہے آپ نے چند اسباق کچھ عرصہ تک پڑھے تھے اور اس کے نتیجے میں جو وجود نکلا ہے وہ تمام دنیا میں عربی کا چیلنج دینے والا اور فصاحت و بلاغت میں ایک حیرت انگیز کمال دکھانے والا انسان نکلا۔ عربی آپ کا کلام دیکھ لیں پھر فارسی کلام دیکھ لیں، پھر اردو کلام دیکھ لیں۔ پنجاب کے دیہات کا ایک بچہ اس شان کا زبان دان بن جاتا ہے کہ بہت بڑے بڑے اس زمانے کے اردو لکھنے والوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر لکھا کہ آپ کے قلم میں تو جادو تھا، آپ کی مٹھیاں جیسے بیٹری کی تاروں کی مٹھیاں ہوں ان کے ہاتھوں میں طاقتیں تھمائی گئی تھیں اور جب لکھتے تھے تو ایک لکھنے والے نے لکھا کہ بلندیٔ ہند میں کوئی ایسا لکھنے والا نہیں۔

اب آپ سوچ لیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "مجھ میں کوئی ہنر نہیں تھا" تو بالکل سچ فرما رہے ہیں۔ ایسے بچے کو جو ایک دیہاتی ماحول میں پلا ہو اس قدر زبان دانی، ایسا حیرت انگیز کمال ہو کہ آپ کے بعض اشعار ایسے ہیں بلکہ اکثر اشعار اگر آپ غور کریں تو ایسے ملیں گے کہ وہ آج بھی پڑھیں تو لگتا ہے ابھی زندہ ہیں، دھڑک رہے ہیں۔ جتنا آپ غور کریں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام پر اتنا ہی آپ اس بات کو محسوس کریں گے کہ اور کسی کلام میں یہ بات نہیں ہے۔ نثر کا ہو یا نظم کا اس کلام کی زندگی الگ ہے۔ وہ دھڑکتا ہوا زندہ وجود ہے ایسا کلام جس پہ کبھی موت نہیں آیا کرتی۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب یہ کہتے ہیں خدا کے حضور کہ میرے پاس کوئی ہنر نہیں تھا مجھے چن لیا تو بالکل درست ہے واقعۃً کوئی ہنر نہیں تھا مگر ایک ہنر تھا جو تقویٰ تھا۔ اللہ کا خوف، اللہ سے محبت اور یہ بہت بڑا ہنر ہے۔ تو تمام وہ احمدی جو چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہُنر عطا کرے، ان کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ تقویٰ کے بغیر کبھی کوئی ہُنر نہیں مل سکتا۔ خصوصاً ایسے لوگوں کو جن کی تمنائیں اور امنگیں سب دین سے وابستہ ہوں، اللہ کی ذات سے تعلق رکھتی ہوں۔ تو آپ میں سے سب کو تقویٰ کی تلاش کرنی چاہئے، تقویٰ ہی پر زور دینا چاہئے۔ اور تقویٰ نصیب ہو جائے تو سب کچھ نصیب ہو گیا۔ کیونکہ تقویٰ مل جائے تو پھر اللہ مل جاتا ہے اور اللہ مل جائے تو پھر اور کیا باقی رہ جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو" کہ اگر تو میرا ہو جائے تو سارا جگ تیرا ہے۔ تیرے پاس اور کیا رہ جائے گا جو تیرا نہیں ہے، ساری دنیا تیری ہو جائے گی۔ تو یہ گر ہے خدا تعالیٰ کے ہو جانے کا۔ مگر یہ خاص بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ جو خدا کے ہوتے ہیں ان کو دنیا کی پرواہ بھی نہیں ہوتی۔ دنیا ملتی ہے اس طرح کہ ٹھونسی جاتی ہے ان پر۔ دنیا کی خواہش کی وجہ سے وہ خدا سے نہیں ملا کرتے۔ خدا کی خواہش کی وجہ سے دنیا ان سے ملتی ہے۔ یہ دو چیزوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ بعض لوگ اس لئے ملتے ہیں کہ وہ جانتے ہیں کہ اس کے ملنے سے خدا ملے گا اور اس کے ساتھ ان کا جو کچھ ہے وہ سب حاضر کر دیتے ہیں۔ تو یہ دو رُخ ہیں ان کو سمجھنا چاہئے۔ ایک خدا کی طرف رُخ ہے ایک دنیا کی طرف رُخ ہے۔ جس کا دنیا کی طرف رُخ ہو گا اگر وہ چاہے کہ خدا مل جائے اور پھر مجھے دنیا ملے تو ہمیشہ نامراد رہے گا، ناکام رہے گا۔ "نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم"۔ ان کو کچھ بھی حاصل نہیں ہو گا اور جو واقعۃً خدا چاہتا ہے اور دنیا کی ادنیٰ بھی لگن نہیں رکھتا یا نیت نہیں رکھتا کہ مجھے دنیا ملے اسے اللہ تعالیٰ ضرور دنیا عطا کیا کرتا ہے مگر اس طرح کہ دنیا سے اس کا تعلق ایک سرسری سا تعلق ہے کبھی بھی وہ اس کا مقصود نہیں بنتی۔ یہ امور ہیں جنہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی مضمون میں مزید واضح فرماتے چلے جا رہے ہیں۔

"میں گمنام تھا مجھے شہرت دی اور اس قدر جلد شہرت دی کہ جیسا کہ بجلی ایک طرف سے دوسری طرف اپنی چمکار ظاہر کر دیتی ہے"۔ اس اقتباس کو پڑھ کے مجھے ہمیشہ ایم ٹی اے یاد آتا ہے کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر اور آپؑ کا ذکر واقعۃً بجلی کی چمکار کی طرح کُل عالَم میں پھیل رہا ہے اور ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں آپؑ کی آواز، آپؑ کا کلام، آپ کا ذکر، آپؑ کے صحابہ کا ذکر یہ ساری دنیا میں پھیل جاتا ہے۔ اور الفاظ خدا تعالیٰ نے آپ کی زبان سے ایسے نکال دئے جنہوں نے لازماً پورا ہونا تھا ورنہ اس زمانے میں "جیسے بجلی ایک طرف سے دوسری طرف اپنی چمکار ظاہر کر دیتی ہے"۔ ظاہری طور پر اس طرح نہیں تھا۔ شہرت بہت نصیب ہوئی لیکن بجلی کی چمکار والی بات میرے نزدیک خدا نے آپ کے منہ سے کہلوائی اور جو مستقبل میں لازماً پوری ہونی تھی۔

"اور میں نادان تھا مجھے اپنی طرف سے علم دیا"۔ اس میں کوئی شک نہیں سارا علم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ ہی کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ "اور میں کوئی مالی وسعت نہیں رکھتا تھا اس نے کئی لاکھ روپے کی میرے پر فتوحات کیں"۔ اب اس زمانے کے کئی لاکھ روپے اب ارب روپے بن چکے ہیں، وہی سلسلہ ہے۔ ویسے تو جو روپے دنیا میں لگائے جائیں وہ بچے نہیں دیتے۔ یہی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے روپے کی کی کہ روپے بچے تو نہیں دیا کرتے اس لئے سود کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اگر بینک میں پڑے رہیں گے تو بے کار بیٹھے بچے کیسے دیدیں گے۔ کم تو ہو جایا کرتے ہیں Inflation وغیرہ کی وجہ سے مگر بڑھا نہیں کرتے۔ لیکن یہ ایک مضمون ہے جو سود کی مناہی کی حکمت سمجھانے کے لئے تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دوسرے کلام سے اور قرآن کریم کے اسی مضمون سے جو سود سے تعلق رکھتا ہے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جو خدا کو دیا جائے اور وہ سود پر نہ لگایا جائے وہ ضرور بچے دیتا ہے اور بعض دفعہ اتنا بڑھتا ہے کہ سنبھالا نہیں جاتا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو وہ چند روپے، لاکھ روپے تھے جو خدا کی خاطر آپ کو دئے گئے وہ ضرور پھلے اور پھولے ہیں۔ انہوں نے بے انتہا بچے دئے ہیں اور آج جو ہم ریل پیل دیکھ رہے ہیں جماعت میں دولتوں کی، انبار لگے ہوئے ہیں یہ سب اسی کی برکت ہے۔ میں نے کئی دفعہ ذکر کیا ہے شکر یاد دلانے کی خاطر پھر کرتا ہوں کہ اتنے بڑے بڑے کام جماعت کو توفیق مل رہی ہے کرنے کی مگر ایک کام بھی روپے کی کمی کی وجہ سے نہیں رُکا۔ حیرت انگیز سلوک ہے اللہ کا کہ کام ذہن میں آتا ہے کہ یہ کام ہونا چاہئے اور روپوں کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ بہت سی ایسی تحریکات ہیں جن کا جماعت کو پتہ بھی نہیں ان کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ کاموں کا سلسلہ خدا پھیلا رہا ہے اور ساتھ ضروریات خود بخود پوری کرتا چلا جا رہا ہے تو جو روپوؤں کی فتوحات ہیں یہ ہے مراد اس سے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام بہت فصیح و بلیغ ہے ورنہ ایک انسان کہہ سکتا ہے کہ مجھے کئی لاکھ روپے دئے۔ دیکھیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا۔ فرمایا ہے، "اس نے کئی لاکھ روپے کی میرے پر فتوحات کیں"۔ بہت گہرا جملہ ہے۔ "میرے پر فتوحات کیں"۔ مراد یہ ہے کہ دل فتح ہوئے ہیں تو یہ روپے آئے ہیں۔ جو فتوحات مجھے دنیا میں نصیب ہوئی ہیں لوگوں کے دل جیتے گئے، لوگوں کے دل اس طرف پھیرے گئے، کثرت سے لوگ سلسلے میں داخل ہوئے یہ فتوحات ہیں جن کے نتیجے میں روپے آئے ہیں اور جتنی فتوحات بڑھتی چلی جائیں گی اتنا ہی اسی قسم کا پاکیزہ روپیہ آتا چلا جائے گا۔

"اور میں اکیلا تھا اور اس نے کئی لاکھ انسانوں کو میرے تابع کر دیا"۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح اب جماعت کو دیکھ کر کتنا خوش ہو گی کہ کئی کروڑ کا دعویٰ کر سکتے ہیں آپ اور آئندہ مجھے دکھائی دے رہا ہے کہ وہ زمانہ دور نہیں کہ کئی ارب کا دعویٰ کر سکیں گے اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ صدی اختتام تک نہیں پہنچے گی جب تک جماعت کو اللہ تعالیٰ کروڑوں سے اربوں میں داخل نہ کر دے۔ یہ مولوی کیا چیز ہیں ان کی تو حیثیت ہی کچھ نہیں بے چاروں کی۔ صرف جلن، صرف حسد۔ کچھ بھی ان کے حصے میں نہیں۔ اور جماعت کو اللہ تعالیٰ فتوحات پر فتوحات عطا فرماتا چلا جا رہا ہے۔

"اور زمین و آسمان دونوں میں سے میرے لئے نشان ظاہر فرمائے"۔ اب یہ نشانوں کا سلسلہ ہے جو ان فتوحات کو آگے بڑھایا کرتا ہے اور یہ نشانات ایسے ہیں جن کا تعلق ہر احمدی کی ذات سے ہے۔ جو بھی سچا احمدی ہے وہ اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھ لے اس کو خدا نے ضرور کوئی نشان دکھائے ہیں یا اس کی دعاؤں کے طفیل یا اس کے حق میں قبول ہونے والی دعاؤں کے طفیل۔ کئی طرح سے خدا تعالیٰ نشان دکھاتا ہے اور لکھوکھہا ایسے احمدی ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے وجود کا ثبوت اپنے نشانات کے ذریعہ دیا اور اس ثبوت سے بڑھ کر، اس سے بہتر اور کوئی ثبوت نہیں ہوا کرتا۔

"میں نہیں جانتا کہ اس نے میرے لئے یہ کیوں کیا"۔ سب کے بعد آخر یہ فرما رہے ہیں "میں نہیں جانتا کہ اس نے میرے لئے یہ کیوں کیا کیونکہ میں اپنے نفس میں کوئی خوبی نہیں پاتا"۔ (حقیقة الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۴۷)۔ اس کا مطلب بظاہر تو یہ بات ایسی لگتی ہے جو درست نہیں، میں نہیں جانتا کہ کیوں کیا۔ آپ جانتے تھے کہ اللہ سے مجھے محبت سہی، ہمیشہ سے محبت تھی، ہمیشہ رہے گی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے محبت تھی اور رہے گی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو کشوف میں دکھا بھی دی گئی یہ وجہ کہ یہ وجہ ہے جو تجھے چن لیا ہے۔ تو جس بات کا انکار ہے وہ یہ ہے کہ میں اپنے نفس میں کوئی خوبی نہیں پاتا۔ اپنے نفس کی وہ خوبی جو دنیاوی فتوحات کا موجب بنا کرتی ہے اس کا انکار ہے دراصل، اپنے آپ کو نہ عالم سمجھتے تھے، نہ زبان دان سمجھتے تھے، نہ کسی قسم کی سیاست سے آپ کا کوئی تعلق تھا تو دنیا میں تو یہی چیزیں ہوا کرتی ہیں جن کے نتیجے میں فتوحات نصیب ہوا کرتی ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں کہہ رہے ہیں میں نہیں جانتا تو محض یہ مراد ہے ورنہ خدا کی محبت اور رسول کی محبت جس کے نتیجے میں یہ سب کچھ عطا ہوا اس کا تو آپ کو علم تھا بہر حال۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا ☆ مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رِضوان یار"
مجھے ملکوں سے کیا غرض ہے، مجھے کوئی دلچسپی نہیں، "میرا ملک ہے سب سے جدا"۔ اب اس کے باوجود جماعت احمدیہ کو ملکوں سے کیوں غرض ہے۔ یہ میں آپ کو سمجھا دینا چاہتا ہوں۔ ہمیں ان ملکوں سے دلچسپی ہے جن میں احمدیت پھیلے تو ایک جُدا ملک بن جائے۔ وہ ملک نہ رہیں جن کو دنیا ملک کہا کرتی ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے ہیں "میرا ملک ہے سب سے جُدا" تو جتنے ملکوں میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والے بنتے چلے جا رہے تھے ان کا ملک بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ایک جُدا ملک بنتا چلا جا رہا تھا۔

تو بعض لوگ شاید تعجب کریں کہ ہم جو باتیں کرتے ہیں ایک سو ساٹھ ملکوں میں پھیل گئے، اتنے ملکوں میں پھیل گئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی مخالفت تو نہیں ہو رہی کہیں، نعوذ باللہ من ذلک، ہرگز نہیں۔ اس لئے کر رہے ہیں تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جدا ملک ساری دنیا پہ چھا جائے۔ مشرق کے ایک کنارے سے مغرب کے دوسرے کنارے تک اور پھر مشرق تک ایک ہی ملک ہو جو سب سے جدا ہو جو اللہ کا ملک ہے اور وہی تاج مانگتے ہیں جو رضوان یار کا تاج ہے۔ "مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار"۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ توفیق حاصل کر لیں یعنی جماعت احمدیہ کوشش کے ذریعے، محنت کے ذریعے، خلوص کے ذریعے، مسلسل قربانی کے ذریعے، ان تھک محنتوں سے اور صبر کے ساتھ یہ مقام حاصل کر لے کہ سب دنیا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بادشاہی ہو جائے یا دوسرے لفظوں میں اسی کا دوسرا نام ہے اللہ کی بادشاہی ہو جائے کیونکہ محمد رسول اللہ کا تاج وہ تاج ہے جو رضوان یار کا تاج آپ کے سر پر رکھا گیا ہے۔ جب ہم کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بادشاہی ہو تو ہرگز مراد نہیں کہ وہیں رک جاتے ہیں سوائے اس کے کوئی معنی ذہن میں آ ہی نہیں سکتا کہ اللہ کی بادشاہی ہو۔ پس اس پہلو سے جب رضوان یار کا تاج مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر پر رکھا جائے گا تو یہی وہ تاج ہے جو محمد رسول اللہ کے سر پر خدا تعالیٰ نے رکھا تھا اور وہی تاج ورثے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نصیب ہوا مگر ورثے میں کہہ تو سکتے ہیں مگر نہیں بھی کہہ سکتے، کیونکہ عملاً رسول اللہ کا ہی تاج ہے جس نے آگے بڑھنا ہے، جس کی فرمانروائی نے پھیلتے چلے جانا ہے۔

اب یہی سلسلہ خدا تعالیٰ، جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا، آگے خلفاء میں بھی جاری فرماتا ہے لیکن ایک فرق کے ساتھ۔ اس فرق کی وضاحت میں پہلے کر چکا ہوں۔ اب میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ جو اس سے پہلے عادتیں تھیں یعنی احمدیت سے پہلے کی اور بچپن سے ان میں کوئی فرق نہیں آیا اور آپ کا علم اور حکمت کا دربار جاری تھا۔ لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کو افادہ پہنچانے کے لئے، فائدہ پہنچانے کی غرض سے۔ جس نے چاہا آیا آ کے بیٹھ گیا۔ آپ نے کبھی کوئی روک نہیں ڈالی اور دن رات آپ کا یہی کام تھا خدمت قرآن اور بنی نوع انسان کی خدمت علم شفاء کے ذریعہ اور بسا اوقات یہ دونوں کام ساتھ ساتھ بھی جاری رہتے تھے۔ قرآن کریم کا درس ہو رہا ہے اور ساتھ ہی مریضوں کا بھی دور دورہ ہے۔ وہ بھی آتے چلے جا رہے ہیں تو جہاں درس ختم ہوا وہاں مریضوں کو دیکھنے لگ گئے۔ تو یہ جو سلسلہ ہے یہ اس غرض سے نہیں تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں جب یہ دور جاری رہا ہے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار کے علاوہ آپ نے کوئی دربار لگایا ہو۔ ہرگز ایسا کبھی نہیں ہوا۔ آپ کے ہاں جو لوگوں کا جم غفیر ہوتا تھا وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملنے والے آیا کرتے تھے ان میں سے ایک طبقہ آپ کے پاس بھی پہنچا کرتا تھا اور آپؓ کے پاس بیٹھ کر ان کا رخ پہلے سے زیادہ شدت اور زور کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف پھرا کرتا تھا۔ ایک بھی واقعہ آپ کو آپؓ کی زندگی میں نہیں ملے گا کہ آپ نے بازاروں میں یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خطبات کے بعد یا آپ کے جلسوں کے بعد بازاروں میں کھڑے ہو کر اپنا دربار لگایا ہو کبھی بھی ایک واقعہ آپ کی ساری زندگی میں آپ کو نہیں ملے گا۔

اور جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتظار میں کھڑے ہوتے تھے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول اس وقت اس طرح نہیں کھڑے ہوتے تھے جیسے بعد میں خلیفۃ المسیح الاول بن کر کھڑے ہوئے ہیں بلکہ عام لوگوں میں سے ایک آپؓ بھی ہوا کرتے تھے۔ سب کا رخ اس طرف ہوا کرتا تھا جدھر سے مسیح موعود علیہ السلام نے نکلنا ہے اور جہاں تک آپ کے بیٹھنے کا انداز تھا، آپ حتی المقدور جوتیوں میں بیٹھا کرتے تھے اور بہت سے لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب میں تھے وہ بہت نمایاں دکھائی دیا کرتے تھے اسی لئے کہ آپ کو کوئی غیر معمولی شہرت نہ حاصل ہو جائے۔ آپ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے الگ نہیں رہ سکتے تھے مگر اکثر جوتیوں میں بیٹھا کرتے تھے اور یہ واقعہ آپ نے سنا ہوگا کئی دفعہ کہ ایک پٹھان جنہوں نے اس حالت میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو دیکھا ہوا تھا جب وہ قادیان پہنچے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد تو باغ میں جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاول بیعت لے رہے تھے اس نے دیکھا تو حیران رہ گیا۔ اس کے منہ سے ایک بہت پیارا کلمہ نکلا جو ہمیشہ جماعت کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔ اس نے کہا کہ میں نے دیکھا، میں نے کہا اوہو یہ تو جوتیوں سے خلافت لے گیا یعنی مسیح موعودؑ کی جوتیوں سے اس نے خلافت اٹھا لی، مگر نیت نہیں تھی، اس لئے جوتیوں میں نہیں بیٹھتے تھے کہ خلافت اٹھا لیں وہاں سے۔ جوتیوں میں بیٹھتے تھے تو مسیح موعود کے مقابل پر اپنا مقام یہ سمجھتے تھے۔ اور اسی وقت آگے گئے ہیں جب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بلایا کرتے تھے۔

بسا اوقات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعض علماء کی ضرورت پڑتی تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول بہت بلند پایہ، بہت چوٹی کے عالم تھے تو اس وقت آپ بلا لیا کرتے تھے اور اپنے پاس بٹھا لیا کرتے تھے مگر آپ کا خود دستور نہیں تھا۔

یہ جو سلسلہ ہے یہ میں نے عرض کیا تھا یہ ہمیشہ جاری رہتا ہے اور لوگ یاد رکھیں اگر انہوں نے کچھ حاصل کرنا ہے تو حاصل کرنے کی نیت سے ان کو کچھ نہیں ملے گا۔ اگر خلوت پسند کریں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آغاز میں دکھائی دیتی ہے، یعنی وہ نبوت والی خلوت تو ان کو نصیب ہو ہی نہیں سکتی مگر اس سے مشابہ، اس کی غلامی میں ایک خلوت کا جذبہ ان کے دل میں ہونا چاہئے اور لوگوں کے جمگھٹے سے طبعاً طبیعت کو گھبرانا چاہئے۔ اب یہ باتیں اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ میں جب اپنی بات بیان کرنے لگا ہوں تو یہ محض اس بات کو مزید کھولنے کیلئے۔ مجھے یاد ہے ربوہ میں ہمیشہ جب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا خطبہ ہوا کرتا تھا تو میری کوشش ہوتی تھی کہ کسی ایسی جگہ کونے میں بیٹھوں، دیوار کے ساتھ، کہ نماز ختم ہوتے ہی میں نکل سکوں اور سنتیں گھر میں ادا کیا کرتا تھا۔ اس کا مجھے یہ فائدہ پہنچا کرتا تھا کہ لوگوں کا میری طرف کسی قسم کا بھی خیال نہیں منتقل ہوتا تھا۔ کوئی ہجوم نہیں تھا کہ وہ اکٹھے ہو جاتے۔ تو طبیعت میں ایسی نفرت تھی اس بات سے کہ وہاں خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں میری کوئی الگ مجلس لگ رہی ہو کہ ہمیشہ نکل جایا کرتا تھا اور جب یہ مشکل ہوتی تھی تو باہر ہمیشہ جوتیوں میں نماز پڑھا کرتا تھا، پاس ہی سائیکل رکھی ہوتی تھی، نماز پڑھتے ہی بہت تیزی سے اپنے گھر واپس چلا جایا کرتا تھا۔ وہاں پہنچ کر پھر سنتیں ادا کرنے کی توفیق ملا کرتی تھی۔

تو یہ بات کہ باہر کھڑے ہو کر یا کسی مجلس میں اس کے بعد ایک جمگھٹا لگایا جائے اور انتظار کیا جائے کہ اب لوگ مصافحہ کر کر کے گزر رہے ہوں یہ مناسب نہیں ہے، یہ ایک ناپسندیدہ حرکت ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں کیا کرتا اور ایسے لوگوں کو کوئی رتبہ بھی نہیں ملا کرتا۔ یہ ایک تقدیر الٰہی ہے جس سے اگر کسی نے ٹکرانا ہے تو ٹکرا کے دیکھ لے اس کا سر ٹوٹے گا مگر اس تقدیر میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھو گے۔ بعض دفعہ آپ دیکھتے ہونگے جلسوں کے بعد لوگ مجلسیں لگاتے ہیں ارد گرد کھڑے ہوتے ہیں مگر ان میں اور جو میں بات کر رہا ہوں ایک بڑا فرق ہے۔ ان مجلسوں میں ہر دوست ایک دوسرے کو دیکھتا ہے اور ہر ایک، ایک دوسرے کا مرکز ہوا کرتا ہے یہ تو منع نہیں ہے۔ ہر اجتماع کے بعد خواہ وہ جمعہ ہو یا دنیا کا کوئی اور اجتماع ہو جلسہ جلوس ہو یہ آپ دیکھتے ہیں کہ لوگوں کی یہ عادت ہے کہ اکٹھے ہو کر دوست دوست سے ملتے ہیں، ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں پھر اکٹھے ہو جاتے ہیں وہاں گویا کہ مجمع بعض دفعہ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے مگر ایک وجود کے گرد نہیں بڑھتا، وہ ایک دوسرے کے گرد بڑھتا ہے اور یہ بالکل بُری بات نہیں ہے۔

لیکن ایک شخص ارادۃً کھڑا ہو کہ اب لائنیں لگیں اور لوگوں کی توجہ میری طرف ہو اور میں اپنے آپ کو حاضر کر رہا ہوں یہ جائز نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کسی کی نیت نیک ہو اللہ بہتر جانتا ہے، نیت نیک ہو کہ چلو کوئی کہاں ڈھونڈے گا میں یہیں کھڑا ہو جاتا ہوں لیکن یہ تو اللہ کو علم ہے۔ اگر نیت میں یہ فتور ہو کہ اس کو مزہ آ رہا ہو اس بات میں کہ جمگھٹا لگ رہا ہے تو یہ پھر خطرناک بات ہے۔ ورنہ مزہ نہ ہو بلکہ تکلیف کے باوجود انسان لگائے ان دو چیزوں میں بھی فرق ہے۔ یہ تقویٰ کی باریک راہیں ہیں جو میں آپ پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں ورنہ کئی دفعہ آپ یہ بھی دیکھتے ہونگے کوئی دوست کھڑے ہیں ہو سکتا ہے وہ اس نیت سے کھڑے ہوں کہ یہ میرے ملنے والے مجھے کہاں ڈھونڈیں گے اب اگرچہ مجھے جلدی ہے واپس جانے کی مگر میں مشکل برداشت کرتے ہوئے ان کی خاطر یہاں کھڑا ہو جاتا ہوں۔ اب یہ بات تو سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا مگر ایسے احباب کو کھڑا ہونے سے لوگوں کے اکٹھا ہونے سے مزہ نہیں آتا۔ اب یہ بات بھی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ وہ مزہ نہیں لے رہے ہوتے وہ تکلیف محسوس کر رہے ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جلد ان کو چھٹی ملے تو واپس آئیں۔ اور بعض دفعہ سو کام ہوتے ہیں کسی شخص سے وہ اتفاق سے قابو آ جائے تو لوگ گھیر لیا کرتے ہیں۔ اب ہمارے ہاں بھی جو مہمان ٹھہرتے ہیں بعض باہر سے آنے والے مثلاً ڈاکٹر حامد اللہ آیا کرتے ہیں کئی دفعہ تو میں ہمیشہ ان کو کہا کرتا ہوں آپ کہاں غائب ہو جاتے ہیں کہ ہم کھانے پہ انتظار کرتے رہتے ہیں اور آپ واپس آنے کا نام ہی نہیں لیتے تو وہ مسکرا کر جیسا کہ ان کی عادت ہے کہا کرتے ہیں کہ قضاء کا معاملہ میرے سپرد ہے فلاں معاملہ میرے سپرد ہے لوگوں کو موقع مل جاتا ہے کہ اب مجھ سے جو کچھ کروانا ہے کروا لیں تو اس نیت سے کھڑے ہوتے ہیں لیکن دل اوپر اٹکا ہوتا ہے کہ جلد فارغ ہوں تو میں اوپر جاؤں۔ پس یہ باتیں تو اللہ کے سوا کوئی جان ہی نہیں سکتا کہ کسی نے کیوں جمگھٹا لگوایا ہے۔

اگر رضائے باری تعالیٰ کی خاطر کوئی کھڑا ہوا ہے، بنی نوع انسان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی خاطر کھڑا ہوا ہے، ان کے کام کرنے کی خاطر کھڑا ہوا ہے تو اس کو اس مجمع سے لطف نہیں آئے گا۔ خدمت کا لطف ایک الگ چیز ہے مگر جتنا بڑا مجمع دیکھے گا اس کو اور گھبراہٹ ہوگی کہ لو جی میں تو پھنس گیا اب مجھے نکلنے میں اور دیر لگ جائے گی تو یہ چیزیں بہت باریک ہیں اس لئے آپ بیرونی طور پر دیکھ کے فتویٰ نہیں لگا سکتے اللہ بہتر

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER &
RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

جانتا ہے۔ اور اگر نیت میں یہ فتور ہو کہ میں بڑا بن جاؤں تو اللہ اس بات کو پورا نہیں ہونے دے گا یہ قطعی بات ہے۔ نہ پہلے کبھی اس نے پورا ہونے دیا نہ آئندہ کبھی پورا ہونے دے گا۔

اور جماعت کو جو یہ تحفظ حاصل ہے یہ دنیا میں کسی اور جماعت کو حاصل نہیں ہے کہ اللہ اوپر سے نگرانی کر رہا ہے، دیکھ رہا ہے۔ کسی کو غلط رستے سے اوپر نہیں آنے دے گا کیونکہ اگر غلط رستوں سے اوپر آگیا تو ساری جماعت کو نقصان پہنچے گا۔ تو بہت ہی عظیم الشان اللہ کا احسان ہے، اتنا بڑا فضل ہے کہ اس کو کبھی جماعت کو بھلانا نہیں چاہئے۔ ہم میں فتور ہونگے ہمارے نیتیں بھی خراب ہو سکتی ہیں مگر ایک دیکھنے والے کی نظر سے باہر نہیں رہیں گے۔ وہ بصیر ہے، وہ دلوں کے گہرے رازوں کو سمجھتا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ اس جماعت میں کون سے لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں اور بالآخر ان کو کسی وقت تھوڑی دیر چڑھ لینے کے بعد پھر نیچے پھینک دیتا ہے اور دنیا حیران رہ جاتی ہے کہ ایک شخص نے اتنی ترقی کی اتنا قریب ہو گیا پھر اتار کے خدا نے نیچے پھینک دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی ایسے لوگ تھے جنہوں نے قرب میں بڑی ترقی کی یعنی اس حد تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حسن ظن کرتے ہوئے ان کے متعلق بہت کچھ تعریفی کلمات لکھے اور بہت ان کو خطوط لکھے اور وہ خطوط پڑھ کے یوں لگتا ہے جیسے یہ شخص تو بہت پہنچا ہوا، بہت بزرگ اور بلند انسان ہے لیکن ایسا انجام ہوا کہ وہ مرتے وقت احمدی نہ رہے بلکہ بعض ان میں سے مخالف ہو گئے۔ یہ اس لئے کہ خدا نگران ہے جیسا کہ اس وقت وہ نگران تھا ویسے اب بھی نگران ہے اور ان لونچے ہوئے لوگوں کو جب آپ گرتا ہوا دیکھتے ہیں تو بالکل تعجب نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو گراتا ہے تا کہ غلط مقامات پر وہ لوگ نہ پہنچیں جنہوں نے جماعت کی ذمہ داریاں سنبھالنی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا سیر کا دستور تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر کے لئے ساتھ لے جاتے تھے تو جایا کرتے تھے۔ اور ہر ایک کا اپنا اپنا رنگ ہے بعض لوگ دوڑا کرتے تھے ساتھ کہ سیر کے لئے چلے جائیں مگر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک الگ مزاج تھا اپنا درویشانہ، وہ یہ بھی پسند نہیں کرتے تھے کہ سیر میں جائیں تو لوگوں کی آپ کی طرف توجہ ہو کیونکہ بہت سے ہو سکتا ہے ایسے مریض ہوں یا ضرورت مند ہوں جو اس موقع سے فائدہ اٹھا کے آپ سے پوچھنے لگ جائیں۔ ایک ادنیٰ سی خواہش نہیں تھی کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں آپ توجہ کا مرکز بنیں۔

اب میں سوچتا ہوں کہ وقف جدید کے زمانے میں، میں نے بھی بڑی بڑی لمبی مجلسیں لگائی ہیں، بعض دفعہ صبح سے لے کر رات تک میں مریضوں کا انتظار کرتا تھا کیونکہ دفتر کے وقت میں وقت نہیں ملا کرتا تھا، شروع میں وقت نکال لیا کرتا تھا آخر پر پھر بالکل ممکن نہیں رہا تو لوگ تو شام کو سیروں پر چلے جایا کرتے تھے، ادھر اُدھر کھیلوں میں مصروف ہو جایا کرتے تھے اور میں وہاں دفتر میں مریضوں کا انتظار کیا کرتا تھا اور آتے بھی بہت کثرت سے تھے اور اس لئے میں نے اپنی کھیلوں کا وقت عشاء کے بعد رکھ لیا تھا۔ چنانچہ خدام الاحمدیہ کا ہال ساتھ ہی تھا وہاں بیڈ منٹن وغیرہ کھیلنے کے لئے میں عشاء کی نماز کے بعد جایا کرتا تھا حالانکہ لوگ تو شام کے وقت کھیلیں کھیلتے ہیں۔ اور بعض دفعہ چونکہ مجھے بعد میں ضرورت پڑتی تھی احمد نگر جانے کی بھی اپنے کام دیکھنے کے لئے تو مریضوں کو بہر حال میں کچھ نہ کچھ وقت ایسا ضرور دے دیا کرتا تھا مثلاً جب میں احمد نگر باقاعدگی سے جاتا رہا تو مغرب کے معاً بعد اپنے گھر میں مریضوں کا مجمع لگا لیا کرتا تھا لیکن ایک ادنیٰ بھی شوق نہیں تھا کہ مریض میرے گرد اکٹھے ہوں۔ ایک خدا نے دل میں جذبہ پیدا کیا تھا کہ غریب لوگ باہر سے علاج نہیں کروا سکتے، ہسپتالوں یا ڈاکٹر کے پاس جانا ان کے لئے مشکل ہے اس لئے وہ بے تکلفی سے آجایا کریں۔

پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک قسم کی نگرانی کی جاتی ہے جو میں سمجھتا ہوں ابھی بھی جاری ہے۔ آپ سب لوگوں کو یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اگر خدا کی خاطر یا بنی نوع انسان کی خاطر کام کر رہے ہیں تو وہاں جمگھٹا کا لطف نہ اٹھائیں، جمگھٹوں کی تکلیف کے باوجود یہ کام کرتے چلے جائیں۔ آج بھی بہت سارے احمدی ہومیو پیتھ تیار ہو گئے ہیں جن کے ارد گرد بے شمار لوگ اکٹھے ہونے لگ گئے ہیں ماشاء اللہ اور خدا تعالیٰ نے ان کو ملکہ بھی بہت بڑا بخشا ہے۔ بہت ہیں مگر میں امید رکھتا ہوں کہ ان کا بھی یہی حال ہوگا۔ وہ چاہتے تو ہیں زیادہ سے زیادہ خدمت کریں مگر لوگوں کے اکٹھا ہونے سے کوفت بھی ہوتی ہے، گھر جانا پڑتا ہے۔ آخر کبھی کسی نے گھر جانا تو ہوتا ہے ان کی ضروریات کو بھی پورا کرنا ہوتا ہے تو جتنی دیر وہ بنی نوع انسان کی خدمت میں رہتا ہے اپنے بعض آراموں سے اس کو قطع تعلق کرنا پڑتا ہے اور یہ قطع تعلق بھی تبتّل ہی کا ایک دوسرا نام ہے۔ اس کو آپ اچھی طرح سمجھ لیں کہ تبتّل الی اللّٰہ کا ایک یہ بھی معنیٰ ہے۔

بعض لوگ اپنے خاندان سے، اپنے عزیز و اقرباء سے اس لئے جدا رہتے ہیں کہ ان کو باہر کی مجلسوں میں لطف آتا ہے اور ایسے بہت سے ہیں اڈے لگانے والے جن کے بیوی بچے ہمیشہ شاکی رہتے ہیں۔ بعض لوگ روتے ہوئے مجھے بھی خط لکھتے ہیں کہ ہمارے فلاں کو تو عادت ہے کہ باہر چلا جائے اور لوگ اس کے گرد اکٹھے ہوں یا وہ لوگوں کے گرد اکٹھا ہو جائے اور اس طرح مجلسوں کا لطف آتا ہے۔ بعض مجلسیں لگانے والے ایسے ہیں جو ساری زندگی اپنی عمر ضائع اسی طرح کرتے رہے، اٹھے اور جا کے مجلس لگالی اور رات بارہ بارہ بجے، ایک ایک بجے واپس آئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے یہ بھی توفیق بخشی ہے کہ میں نے کبھی ایسی مجلسیں نہیں لگائیں۔ مجلسیں لگی ہوئی ہوں ان میں بیٹھ کر مجلس کا حق ادا کرنا بالکل اور بات ہے لیکن روزانہ سارا کام ختم کر کے مجلس لگانے کوئی چلا جائے مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ آج کل بھی جو لوگ یہ کرتے ہیں کیسے کر سکتے ہیں ان کو مزہ کیا آتا ہے۔ آتا تو ہوگا ضرور لیکن اپنے بیوی بچوں سے تبتّل کر لیتے ہیں، ان کے حقوق قربان کرتے ہیں۔ تبتّل الی اللّٰہ کا اور مطلب ہے۔

تبتّل الی اللّٰہ کا مطلب ہے اللہ کی خاطر تبتّل کرنا اور اللہ کی خاطر جب انسان اپنے بیوی بچوں سے جدا ہو تو وہ گنہگار نہیں ہے، مجبور ہے۔ اور پھر جب وہ واپس لوٹتا ہے پھر اس کا مزہ ہی اور ہے بالآخر اپنے گھر جب انسان پہنچتا ہے تبتّل کے بعد تو ایک اور طرح کا سکون اس کو نصیب ہوا کرتا ہے۔ تو ساری جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تبتّل کا مضمون بیان فرمایا ہے اس کو سمجھنا چاہئے۔ اپنی زندگی میں آپ نے جو نمونے دیئے ہیں ان پر غور کرنا چاہئے۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ جو تبتّل اللہ کی خاطر ہو اس میں ایک ہی لطف ہے اور جو دنیا کی خاطر ہو اس میں بھی ایک اور ہی لطف ہے اس کا لطف ایسا ہے جو اپنے اہل و عیال کی قربانی چاہتا ہے۔ قربانی نہیں کہنا چاہئے اہل و عیال کو ہلاک کرنے پر منتج ہوا کرتا ہے۔ نہ انسان ان کی تربیت کر سکتا ہے نہ ان کی ذمہ داریاں ادا کر سکتا ہے نہ انہیں لطف نصیب ہو سکتا ہے اکٹھے ہونے کا اور مجلسوں میں اپنی زندگیاں ضائع کر دی جاتی ہیں۔ تو تبتّل، تبتّل ہی ہے مگر الگ الگ نیتوں کے ساتھ تبتّل ہوا کرتا ہے۔

جس کی نیت میں اللہ کی طرف تبتّل ہو وہ سب سے الگ ہو کر پھر بھی اپنوں کا رہتا ہے اور اللہ ان کے ملاپ کو پھر ایک غیر معمولی لذت بخشا کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہی لذت ملا کرتی تھی جب سب کاموں سے فارغ ہو کر آپ جدا ہو کر آخر بستر استراحت پر لیٹا کرتے تھے تو وہ لذت ہی اور ہے جو اللہ کی خاطر جدائی اور پھر اللہ کی خاطر ملنے میں آیا کرتی ہے۔ تو آپ یعنی جماعت احمدیہ کو چاہئے کہ ان سارے امور میں خاص طور پر متوجہ ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باقی اقتباسات کا میرا خیال ہے اب پڑھنے کا وقت نہیں رہا اس لئے میں اب خطبے کو یہیں ختم کرتا ہوں۔ ایک صرف چھوٹا اقتباس ہے جو میں اس باقی وقت میں پڑھ سکتا ہوں۔ فرمایا "اللہ تعالیٰ سے تعلق کے لئے ایک محویت کی ضرورت ہے۔ ہم بار بار اپنی جماعت کو اس پر قائم ہونے کے لئے کہتے ہیں۔ کیونکہ **جب تک دنیا کی طرف سے انقطاع اور اس کی محبت دلوں سے ٹھنڈی ہو کر اللہ تعالیٰ کے لئے فطرتوں میں طبعی جوش اور محویت پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک ثبات میسر نہیں آ سکتا**"۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۳۲، ۲۴/اگست ۱۹۰۲ء صفحہ ۲)۔ یہاں جو لفظ ثبات ہے جس کی ہمیں تلاش ہے، جس کی ہمیں ضرورت ہے وہ ثبات حاصل کرنے کا گر بیان فرمادیا ہے۔ خدا کی خاطر جو دنیا سے انسان الگ ہوتا ہے اگر دنیا کا پیار ساتھ جاری رہے اور محنت اور کوشش سے وہ علیحدگی برداشت کرے تو یہ خدا خوفی تو ہے۔ بہر حال، اس کا ایک ثواب تو ہے لیکن اس کے نتیجے میں ثبات نہیں مل سکتا۔ **اگر دل اللہ کی طرف اٹکا رہے اور دنیا سے تعلق محض اس لئے ہو کہ اللہ چاہتا ہے کہ بنی نوع انسان سے بھی تعلق رکھا جائے تو جہاں دل اٹکا رہتا ہے وہاں ثبات ملتا ہے۔**

ثبات کہتے ہیں مضبوط قدم جن کے پھسلنے کی پھر کوئی گنجائش باقی نہ رہے تو ثبات کا راز ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے کہ آخر جب آپ خدا کی طرف لوٹیں گے، محویت ہو گی تو اصل مزہ وہاں آئے گا۔ اگر اصل مزہ باہر تھا تو وہ مزہ توڑ کر خدا کی خاطر آئیں گے تو نیکی تو ہے مگر ثبات نہیں کیونکہ خطرہ رہے گا عمر بھر کہ دنیا کی لذتیں کسی وقت کھینچ ہی لیں آپ کو اور پھر آپ ان میں گم ہو جائیں۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ثبات قدم کے لئے محویت کا عالم طاری کرنے کی کوشش کرے گی، محویت اپنانے کی کوشش کرے گی اور یہ بھی ایسا معاملہ ہے جو دعاؤں کے ساتھ ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں جو دعا اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائی ہے وہ یہ ہے "رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ"۔ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا۔ اَفْرِغْ کا معنیٰ قرآن کریم کے ترجمے کے سلسلے میں غور کر کے دیکھ رہے تھے، مختلف لغات اٹھا کے دیکھیں تو اَفْرِغْ کا اصل معنیٰ ہے انڈیلنا، جیسے بالٹیاں بھر بھر کے ڈالی جائیں کسی چیز پر۔ تو رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا کیسی عظیم دعا ہے کہ اے اللہ صبر بالٹیاں بھر بھر کے ہمارے اندر انڈیل کیوں کہ صبر ایک دقّت طلب چیز ہے۔ صبر میں ایک دقّت بھی ہے جب تک خدا کی طرف سے انڈیلا نہ جائے اس وقت تک انسان کو صبر نصیب نہیں ہو سکتا اور جب خدا صبر انڈیل دے تو پھر اس کا طبعی نتیجہ یہ ہے کہ وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا اس کے نتیجے میں ہمارے پاؤں کو ثبات عطا فرما، دائمی مضبوطی دے کہ ہم اپنے موقف سے کبھی بھی نہ ہٹیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka

Contact:-

CHOICE REAL ESTATE

327 Tipu Sultan palace Road

Fort Banglore 560002 ☎ 6707555

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔

☎ دوکان: 0092-4524-212515

رہائش: 0092-4524-212300

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ قادیان از صفحہ نمبر

اسی سیّد کی تلاش کی اور اس کے پاس رات ٹھہرا اور صبح حضور کی ملاقات کے لئے گیا۔ مسجد میں پوچھا کہ حضور کب تشریف لائیں گے تو معلوم ہوا کہ دو بجے آئیں گے۔ میں وضوء وغیرہ کر کے مسجد میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حضور تشریف لے آئے اور میں رخِ انور دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ حضور خدا کی طرف سے ہیں۔ میں نے مصافحہ وغیرہ کیا۔ مجھ سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔ میں نے سب کچھ بتادیا۔ حضور نے فرمایا کہ کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا حضور کی زیارت کے لئے آیا ہوں۔

اس کے بعد حضورؑ نماز پڑھانے لگے۔ اس وقت ہم تین مقتدی تھے جن کو حضورؑ نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز پڑھانے کے بعد حضورؑ اندر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد عصر کا وقت آگیا۔ میرے دل میں حضور کو دیکھنے کا بہت شوق ہوا مگر معلوم ہوا کہ حضور اب تشریف نہیں لائیں گے۔ اس لئے میں مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے کے لئے چلا گیا۔ اس کے بعد مؤذن نے مجھے وہاں سے نکال دیا.......... تو مجھے ایک ہندو ملا اور......اس نے کہا کہ چلو دھرم سالہ میں رہو۔ تمہارا خاطر خواہ انتظام کیا جائے گا۔ میں اس کے ساتھ چلا گیا اور رات دھرم سالہ میں کاٹی اور صبح کی نماز مسجد اقصیٰ میں ادا کی اور نو بجے کے قریب اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔ جس وقت میں امرتسر پہنچا اور سٹیشن پر گاڑی کی انتظار کر رہا تھا تو میرے پاس ہی دو تین آدمی بیٹھے یہ کہہ رہے تھے کہ دریا تو نہروں کے نکالے جانے سے بالکل خشک ہو گئے ہیں۔ اب اس میں آدمی پیدل پانی میں سے چل کر پار ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر مجھے اس گاؤں والے مولوی کی بات یاد آگئی۔ اتنے میں میں نے گاڑی کو دور سے آتے ہوئے دیکھا اور میں نے دل میں سوچا کہ کالے گدھے سے یہی مطلب ہے کیونکہ گاڑی میں سے بے شمار مال اتارا گیا اور لوگوں کے اترنے سے سٹیشن بھرپور ہو گیا۔ پس یہ دو باتیں تو میرے دل پر نقش ہو گئیں۔ آگے دیکھئے؟ جس وقت میں گاڑی پر سوار ہو گیا تو جو راستہ یعنی راولپنڈی تک کا جو کئی دنوں میں طے ہوتا تھا اب کی دفعہ صرف ایک دن میں طے ہو گیا۔ پس یہ بھی ایک بات پوری ہو گئی کہ لاہور کا سبزی فروش پشاور جا کر ایک ہی دن میں سبزی بیچ کر واپس آجایا کرے گا۔

چونکہ مجھ پر مقدمہ تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے مجھے اسی دن راولپنڈی پہنچا دیا کہ جس دن ہماری تاریخ تھی، حضور کی زیارت کا ہونا تھا کہ مجھ پر ہر طرف سے کامیابی دکھائی دینے لگی۔ جس وقت میں منصفی (عدالت) میں پہنچا تو جس کھتری نے مجھ پر مقدمہ کیا تھا وہ ایک جگہ بیٹھا تھا۔ مجھ کو دیکھ کر اٹھا اور جس کپڑے پر خود بیٹھا تھا مجھ کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ میں حیران کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ یہی وہ کھتری ہے جو کل ہی میرے خون کا پیاسا تھا مگر آج یہ حالت ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے آج تک ہزاروں مقدمے لوگوں پر کئے مگر ایسی تکلیف کسی میں نہیں اٹھائی۔ اس لئے اب صلح کرتے ہیں۔ اس کے بعد وہ مجھے اپنے کرایہ پر شہر میں لے گیا اور وہاں پر بڑا عالیشان کھانا کھلایا اور پھر اپنے خرچ پر مجھے گاؤں پہنچا دیا۔

تین سال بعد میں پھر قادیان آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اب بفضل خدا کافی احمدی ہو گئے ہیں اور اب پہلے سے زیادہ انتظام ہے۔ پہلی دفعہ تو سونے کے لئے کہیں جگہ نہیں تھی مگر اب کی دفعہ کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے کا اچھا خاصہ انتظام ہو گیا تھا۔ کھانا پکانے کے لئے ایک باورچی تھا جو کہ سب کچھ خود ہی کرتا تھا۔ اس دفعہ مجھ کو رستہ میں وہ لوگ کثیر تعداد میں دکھائی دئے جو کہ حضورؑ کے متعلق بدزبانی سے کام لیتے تھے۔ اور دل ہلا دینے والی گالیاں اور بکواس کرتے تھے۔ قادیان میں کچھ دیر رہنے کے بعد میں پھر اپنے وطن چلا گیا۔

ان دنوں میں بالکل ہی اس بات سے ناواقف تھا کہ بیعت بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ بس دیدار کرنے سے ہی احمدی ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں نے کوئی بیعت وغیرہ نہ کی۔ اور دو دفعہ صرف زیارت کر کے ہی واپس جاتا رہا مگر چونکہ حضورؑ کی محبت دل میں بیٹھ چکی تھی اس لئے بار بار قادیان آنے کو جی چاہتا تھا مگر حالات چونکہ اجازت نہ دیتے تھے اسلئے میں قادیان نہ آسکتا تھا۔ پھر بھی میں نے کوشش کی اور پھر تین سال کے بعد تیسری دفعہ قادیان آیا۔ جب یہاں پہنچا تو مجھے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ سے ملنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضورؓ نے مجھ سے سب کچھ پوچھا کہ آئے کہاں سے ہو اور کس لئے آئے ہو تو میں نے سب کچھ الف سے ی تک بتادیا۔ حضورؓ نے حیران ہو کر پوچھا کہ تین دفعہ قادیان آچکے مگر بیعت نہ کی۔ میں بھی حیران ہی ہو گیا کہ بیعت کیا ہوتی ہے۔ جو لوگ حضورؓ کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے بھی کہا کہ یہ آدمی دو تین دفعہ قادیان آچکا ہے مگر بیعت نہیں کی۔ یہ سن کر حضورؓ مجھے اپنے ساتھ بحضور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لے گئے اور بیعت کرائی اور میرا نام رجسٹر پر لکھ لیا اور انگوٹھا بھی اس پر چسپاں کر دیا۔

ایک بات جو میں بھول گیا تھا وہ یہ ہے کہ وہ جو اس گاؤں والے مولوی صاحب نے کہا تھا کہ میرے پوتے بدنصیب رہ جائیں گے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانیں گے۔ آج کل میں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں کہ وہ کس طرح جماعت احمدیہ کے خلاف بدزبانی سے کام لے رہے ہیں۔

(رجسٹر روایات نمبر ۳ صفحہ ۲۲ تا ۲۵)

یہ روایت پیش کر کے ساتھ ساتھ اس کی ضروری وضاحتیں کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کے آغاز سے لے کر اس وقت تک کی باتیں ہیں جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سلسلہ بکثرت پھیلنا شروع ہوا۔

پھر حضور ایدہ اللہ نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کی ایک تحریر جو ۱۹۰۰ء کی ہے پیش کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ: "حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بارہا فرمایا ہے کہ مجھے اس سے زیادہ کسی بات کا رنج نہیں ہوتا کہ جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔ مجھے یاد ہے کہ جن دنوں آدمیوں کی آمد و رفت کم تھی۔ آپؑ بڑی آرزو کیا کرتے تھے کہ کاش اپنی ہی جماعت ہو جس سے مل کر پانچ وقت نماز پڑھا کریں اور فرماتے تھے میں دعا میں مصروف ہوں......اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میری دعا منظور کر لے گا.......... آج خدا کا فضل ہے کہ پانچوں نمازوں میں اپنے ہی آدمی اسّی نوّے سے کم نہیں ہوتے"۔

(سیرۃ مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی صفحہ ۴۲)

پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس پیش فرمایا جس کا تعلق قادیان کی درجہ بدرجہ ترقی اور جماعت احمدیہ کی درجہ بدرجہ ترقی اور اللہ تعالیٰ کی خوشخبریوں سے ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کی گئی تھیں۔ حضور فرماتے ہیں:

"خدا نے اپنے ان تمام وعدوں کو پورا کیا جو ایک زمانہ دراز پہلے پیشگوئی کے طور پر کئے تھے۔ اور طرح طرح کی تائیدیں اور طرح طرح کی نصرتیں کیں اور جن مشکلات کے تصور سے قریب تھا کہ میری کمر ٹوٹ جائے اور جن غموں کی وجہ سے مجھے خوف تھا کہ میں ہلاک ہو جاؤں اُن تمام مشکلات اور تمام غموں کو دور فرمایا اور جیسا کہ وعدہ کیا تھا ویسا ہی ظہور میں لایا۔ اگرچہ وہ بغیر سبقت پیشگوئیوں کے بھی میری نصرت اور تائید کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہ کیا بلکہ ایسے زمانہ اور ایسی نومیدی کے وقت میں میری تائید اور نصرت کے لئے پیشگوئیاں فرمائیں کہ وہ زمانہ آنحضرت ﷺ کے اُس زمانہ سے مشابہ تھا جبکہ آپ مکہ معظمہ کی گلیوں میں اکیلے پھرتے تھے اور کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا اور کوئی صورت کامیابی کی ظاہر نہیں تھی۔ اسی طرح وہ پیشگوئیاں جو میرے گمنامی کے زمانہ میں کی گئیں اس زمانہ کی نگاہ میں ہنسی کے لائق اور دور از قیاس تھیں اور ایک دیوانہ کی بڑ سے مشابہ تھیں کس کو معلوم تھا کہ جیسا کہ ان پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا گیا ہے سچ مچ کسی زمانہ میں ہزارہا انسان میرے پاس قادیان میں آئیں گے اور کئی لاکھ انسان میری بیعت میں داخل ہو جائیں گے اور میں اکیلا نہیں رہوں گا جیسا کہ اُس زمانہ میں اکیلا تھا۔ اور خدا نے گمنامی اور تنہائی کے زمانہ میں یہ خبریں دیں تا وہ ایک دانشمند اور طالب حق کی نظر میں عظیم الشان نشان ہوں۔ اور تا سچائی کے ڈھونڈنے والے یقینِ دل سے سمجھ لیں کہ یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں ہے اور نہ ممکن ہے کہ انسان کی طرف سے ہو۔ اُس زمانہ میں کہ میں ایک گمنام اور اکیلا اور نہایت کم درجہ کی حیثیت کا انسان تھا اور اس قدر کم حیثیت تھا کہ قابل ذکر نہ تھا اور کسی ایسے ممتاز خاندان سے نہ تھا جس کی نسبت توقع ہو سکتی تھی کہ بآسانی لوگ اس پر جمع ہو جائیں گے۔ ایسے وقت میں اور ایسی حالت میں کون انسان ایسی پیشگوئیاں کر سکتا تھا جو براہین احمدیہ میں آج سے پچیس (۲۵) برس پہلے شائع ہو چکی ہیں جن میں سے بطور نمونہ ہم ذیل میں لکھتے ہیں.........."

حضور ایدہ اللہ نے وقت کی کمی کی وجہ سے عربی عبارات کو چھوڑتے ہوئے ان کا ترجمہ پیش فرمایا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کا فرمودہ ترجمہ ہے۔

"جس وقت خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرے گا اس وقت کہا جائے گا کہ کیا یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہ تھا۔ اور خدا کی رحمت سے نومید مت ہو۔ یعنی یہ خیال مت کر کہ میں تو ایک گمنام اور اکیلا اور اَحقَر النّاس آدمی ہوں یہ کیونکر ہو گا کہ میرے ساتھ ایک دنیا جمع ہو جائے گی۔ کیونکہ خدا ارادہ کر چکا ہے کہ ایسا ہی ہو گا اور اس کی مدد قریب ہے۔ اور جن راہوں سے وہ مالی مدد آئے گی اور ارادت کے خطوط آئیں گے وہ سڑکیں ٹوٹ جائیں گی اور گہری ہو جائیں گی۔ یعنی بکثرت ہر ایک قسم کا مال آئے گا۔ اور دور دور سے مریدانہ خطوط آئیں گے۔ اور نیز اس قدر لوگ کثرت سے آئیں گے کہ جن راہوں پر چلیں گے ان راہوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ خدا اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم خود آسمان سے الہام کریں گے۔ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ تیرے ذکر کو خدا اونچا کرے گا اور دنیا اور آخرت میں اپنی نعمت تیرے پر پوری کر دے گا۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وقت چلا آتا ہے کہ تیری مدد کی جائے گی۔ اور دنیا جہان میں تیرے نام کو شہرت دی جائے گی۔ اور تو اس سے کیوں تعجب کرتا ہے کہ خدا ایسا کرے گا۔ کیا تیرے پر وہ وقت نہیں آیا کہ تو محض معدوم تھا اور تیرے وجود کا دنیا میں نام و نشان نہ تھا۔ پھر کیا خدا کی قدرت سے یہ بعید ہے کہ تیری ایسی تائیدیں کرے اور یہ وعدے پورے کر کے دکھلا دے۔ اور تو ان لوگوں کو جو ایمان لائے یہ خوشخبری سنا کہ اُن کا قدم خدا کے نزدیک صدق کا قدم ہے۔ سو اُن کو وہ وحی سنا دے جو تیری طرف تیرے رب سے ہوئی۔ اور یاد رکھ کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے۔ سو تیرے پر واجب ہے کہ تو ان سے بدخلقی نہ کرے اور تجھے لازم ہے کہ تو ان کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جائے۔ اور ایسے لوگ بھی ہونگے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آکر آباد ہونگے۔ وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصُّفّہ کہلاتے ہیں۔ اور تو جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہونگے جو اصحاب الصُّفّہ کے نام سے موسوم ہیں۔ وہ بہت قوی ایمان والے ہونگے۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہونگے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا! ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔ سو ہم ایمان لائے۔ ان تمام پیشگوئیوں کو تم لکھ لو کہ وقت پر واقع ہونگی۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۷۱ تا ۷۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میں امام الزمان ہوں۔ اور خدا میری تائید میں ہے۔ اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے"۔.......... "اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل پر کھڑا ہو گا وہ ذلیل اور شرمندہ کیا جائے گا۔ دیکھو میں نے وہ حکم پہنچا دیا جو میرے ذمہ تھا"۔ (ضرورۃ الامام روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۴۹۷)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اب جتنے قادیان میں آنے والے ہیں وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ احمدی ہونے کے بعد ان کو جس قسم کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا ہے وہ لوگ ان کی آنکھوں کے سامنے ذلیل اور رسوا ہو کر رہیں گے اور کبھی بھی ان کو کامیابی عطا نہیں ہو گی۔ **(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)**

بقیہ صفحہ: اوّل

حضور اقدس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا ۲۲ جون ۱۸۹۹ء کو خدا کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت بار یہ الہام ہوا۔ "تم لوگ متقی بن جاؤ اور تقویٰ کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تمہارے ساتھ ساتھ ہوگا" فرمایا میرے دل میں بڑا درد پیدا ہوتا ہے کہ میں کیا کروں کہ ہماری جماعت سچا تقویٰ اور طہارت اختیار کرلے۔ آپ نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ درد ہی ہے جو اس رمضان میں میں نے اپنے سینے میں موجزن دیکھا ہے۔ رات کی دعاؤں میں بارہا بے اختیار یہ آواز اٹھتی رہی ہے کہ اے اللہ میں کیا کروں کس طرح سمجھاؤں کون سے الفاظ لاؤں کہ لوگوں کو سمجھ آئے کیسے اپنی منشا اور اپنا مقصد بیان کروں کہ خود میرے اپنے بچے بھی سمجھ لیں اور میرے سب دنیا میں پھیلے ہوئے سب بچے بھی سمجھ لیں اور اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو اُس تقویٰ سے بھر دے جس کے متعلق 100 سال پہلے بار بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا" تقویٰ کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تمہارے ساتھ ہوگا" پھر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ میں اتنی دعا کرتا ہوں کہ دُعا کرتے کرتے ضعف کا غلبہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات غشی اور ہلاکت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ دیکھیں کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام 100 سال پہلے آپ کے لئے دُعا کرتے ہیں۔ کس قدر بے قرار زندگی گزاری ہے کچھ تو پاس کریں کچھ تو سوچیں کہ وہ امام جس کے قدموں میں لوٹنے کو دل چاہتا ہے وہ آپ کی خاطر لوٹ رہا ہے آپ کی خاطر تڑپ رہا ہے فرمایا جب تک کوئی جماعت خدا تعالیٰ کی نگاہ میں متقی نہ بن جائے اللہ تعالیٰ کی نصرت اسکے شامل حال نہیں ہوسکتی۔ حضور اقدس نے خطبہ کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا خدا کے فضل سے میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کثرت سے اب لوگ جماعت احمدیہ میں پیدا ہوچکے ہیں جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے اور اللہ کی طرف انقطاع کر رہے ہیں کسی کو انقطاع اس رنگ میں میسر آچکا ہے کہ خدا کے نزدیک انہوں نے خدا کی منزل کو پالیا ہے کسی کو انقطاع اس رنگ میں میسر آگیا ہے کہ رفتہ رفتہ دنیا سے ہٹ کر دین کیلئے مائل ہوتے چلے جارہے ہیں ایک بہت بڑی تعداد دنیا میں ہوسکتی ہے ایک لاکھ بھی کہا جائے تو یہ مبالغہ نہ ہوگا ایک لاکھ احمدی مرد اور عورتیں یقیناً ایسے موجود ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دُعا کا ثمرہ ہیں۔ خطبہ کے آخر میں حضور اقدس نے فرمایا کہ عید کی خوشیوں کو کس طرح منایا جاتا ہے اس سلسلہ میں گذشتہ سال نصیحت کی تھی کہ غریبوں کی عیدیں منائیں جب آپ غریبوں کی عید منائیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی عید منائیگا اور سچی عید کی خوشی تبھی نصیب ہوگی جب آپ غریبوں کے دکھ درد میں شامل ہوں گے اور جہاں تک خدا توفیق عطا فرماتا ہے ان کی عید منانے کی کوشش کریں۔ فرمایا کہ اس سال میں نے ایک نئی تحریک یہ کی تھی کہ عیسائی دنیا عیسائیوں کے بچوں کو اپنے کرسمس کے تحفے بھیج رہی ہے۔ فرمایا اگرچہ ہم اس طرح کے تحفے تو بنا بنا کر نہیں بھیجتے مگر اس سے بہت زیادہ بنی نوع انسان کی خدمت اس رنگ میں کر رہے ہیں کہ ہم گھر گھر جاتے ہیں اور اپنے ماحول میں غریبوں کی عید منانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس عید میں صرف احمدی ہی شامل نہیں ہوتے بلکہ جن کے ماحول میں غیر احمدی غریب رہتے ہیں اور جہاں مولوی اس طرح دخل اندازی نہ کرے کہ ان کا جانا ان کیلئے مصیبت بن جائے وہاں غریبوں کی خدمت کے راستے کھلے ہیں۔ وہاں احمدی ضرور جاتے ہیں اور غیر احمدی غریبوں کی بھی عید منانے کی کوشش کرتے ہیں مگر اس بار میں نے یہ نئی ہدایت کی تھی دور کے ملکوں میں پھیلے ہوئے غریب مسلمان بچوں کیلئے جن میں سے بھاری اکثریت غیر احمدی بچوں کی ہے لیکن مسلمان ہیں رسول اللہ ﷺ کو مانتے ہیں اور آپ کے نام پر ہی وہ عید کی خوشی میں شامل ہو رہے ہیں ان کیلئے بھی پارسل بنا بنا کر مختلف تحفے بھیجیں اور کچھ نقدی بھی ساتھ ڈالیں تاکہ ان کو بھی خوشی ہو کہ ہمارا بھی کوئی پرسانِ حال ہے اور رسول اللہ ﷺ کی خاطر پرسان حال احمدی جماعت ہے۔

اس تعلق سے جو میں نے نصیحت کی تھی مجھے بے حد خوشی ہے کہ اللہ کے فضل سے جماعت نے بہت عمدگی کے ساتھ اس پر عمل کیا ہے۔ باقاعدہ مرکز سے مشورہ کے بعد اس قسم کے تحفے براہ راست بھیجے یا متبادل طریق اختیار کئے امید کرتا ہوں کہ لاکھوں ایسے ہوں گے جنہوں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہوگا۔

فرمایا مجھے اُمید ہے کہ دنیا بھر کی جماعتوں نے جو اس سلسلہ میں خدمت کی ہوگی وہ بہت ہوگی۔ اللہ کے فضل سے جماعت کے افراد اس سلسلہ میں بڑھ چڑھ کر خدمت کرتے ہیں۔ بہر حال اس خدمت کا فیض ایک لاکھ لوگوں تک پہنچا ہوگا۔ یہ تحائف شہداء کے بچوں اسیران راہِ مولیٰ کے پسماندگان کو بھی میں نے عالم گیر جماعت احمدیہ کے امام ہونے کی حیثیت سے بھیجے ہیں۔ خدا اسے قبول کرے۔ خدا تعالیٰ ہمیں وہ عید نصیب کرے جب ہم اپنے وطنوں کو لوٹیں تو خدا کی راہ میں نعرہائے تکبیر بلند کر رہے ہوں وہ کب ہوگا ہم اس کی راہ دیکھ رہے ہیں جب بھی ہوگا اھلا و سھلا و مرحبا کہیں گے فرمایا جب خدا کی رحمت کی بارش آسمان سے برسے گی تو ہم اس کو اس طرح سے قبول کریں گے جس طرح حضور ﷺ بارش کے پہلے قطرہ کو اپنی زبان پر لیا کرتے تھے۔ تمام دنیا کی دل کی زبانیں خدا کی رحمت کے قطروں کو قبول کرنے کیلئے کھل جائیں اور خدا آسمان سے ان رحمت کے قطروں کی ایسی بارش کرے جو اس بارش سے جو آپ باہر دیکھ رہے ہیں اس سے لاکھوں کروڑوں گنا ہم پر برسے اس کیلئے ہمیں کوئی شامیانے تاننے کی ضرورت نہ ہو۔ ہم سر سے پاؤں تک اس بارش میں نہائے جائیں۔ اور یہی ہماری کامیابی یہی ہماری امید ہے اسی کی خاطر جیتے ہیں اسی کی خاطر ہم مرتے ہیں اس کے بعد مسنون خطبہ پڑھ کر حضور نے دُعا کروائی۔

(محمد یوسف انور مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان)

قادیان دار الامان میں رمضان المبارک کے لیل و نہار اور عید الفطر کی پر مسرت تقریب

اللہ تعالیٰ کے فضل سے رمضان کا مبارک مہینہ ۲۱ر دسمبر ۹۸ سے شروع ہوا۔ جس سے احباب مستورات نے بھرپور استفادہ کیا۔ رمضان کا چاند نظر آنے کے بعد محترم امیر صاحب کے ارشاد پر منارۃ المسیح سے اہالیان قادیان کو بعد نماز عشاء نماز تراویح کی اطلاع دی گئی۔ قادیان کی مرکزی مساجد میں نماز تراویح اور بعد نماز فجر درس الحدیث کا انتظام دفتر دعوت و تبلیغ کی طرف سے کیا گیا تھا۔ مسجد مبارک میں مکرم حافظ قاری نواب احمد صاحب گنگوہی مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے نماز تراویح پڑھانے کی سعادت حاصل کی جبکہ نماز فجر کے بعد محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب مکرم مولوی عبد الوکیل نیاز صاحب مکرم مولوی تنویر احمد خادم صاحب مکرم مولوی محمد نسیم خان صاحب، مکرم مولوی زین الدین حامد صاحب مکرم محمد حمید کوثر صاحب مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے درس حدیث دیا۔

مسجد اقصیٰ میں مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے نماز تراویح پڑھانے کی سعادت حاصل کی اور مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری۔ مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم۔ مکرم مولوی مظفر احمد خان صاحب مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر مکرم مولوی منصور احمد صاحب اور مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب نے علی الترتیب درس حدیث دیا۔

مسجد ناصر آباد میں طلباء حفظ کلاس مدرسہ احمدیہ نے نماز تراویح پڑھائی اور مکرم مولوی محمد یوسف انور صاحب خاکسار قریشی محمد فضل اللہ مکرم مولوی جاوید اقبال اختر صاحب مکرم مولوی شیخ محمود احمد صاحب مکرم مولوی خورشید احمد انور صاحب مکرم مولوی محمد ایوب ساجد صاحب اور مکرم صدیق اشرف علی صاحب نے درس حدیث دیا۔

اسی طرح مسجد ننگل اور دار الانوار میں بھی مقامی طور پر نماز تراویح اور درس حدیث ہوا۔ سنت نبوی ﷺ کی اتباع میں رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد مبارک میں ۲۱ مرد مسجد اقصیٰ میں ۲۲۔ مرد۔ اور ۱۸ عورتوں مسجد ناصر آباد میں ۵ مردوں نے اعتکاف بیٹھنے کی سعادت پائی جن میں اہالیان قادیان کے علاوہ مہمانان کرام شامل رہے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا درس القرآن ایم ٹی اے کے رابطہ سے 4.45 تا 6.15 براہ راست لندن سے نشر ہوا۔

مرکزی مساجد اور لنگر خانہ میں بھی اجتماعی طور پر سننے کا انتظام تھا نیز احباب جماعت اپنے گھروں میں بھی اس روحانی مائدہ سے استفادہ کرتے رہے۔ بعد نماز فجر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر بھی احباب و مستورات دُعا کیلئے حاضر ہوتے رہے۔

پورا رمضان قادیان میں شدید سردی اور کہر چھائی رہی تاہم نہایت گرم جوشی سے اہالیان قادیان رمضان کی برکات سمیٹنے میں کوشاں رہے مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے صبح سحری کیلئے جگانے کا انتظام رہا اللہ تعالیٰ سب کی مساعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

۱۸ر جنوری کو قریباً رات ۹ بجے محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے منارۃ المسیح پر اعلان کیا گیا کہ 19.1.99 کو عید ہوگی۔ چنانچہ اگلے روز صبح 10 بجے موسم کی خرابی کے باعث مسجد اقصیٰ میں نماز عید پڑھائی گئی۔ جبکہ مستورات کیلئے مسجد مبارک میں انتظام تھا۔ ٹھیک 10.10 بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ و ناظر اعلیٰ قادیان نے نماز عید پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا آپ نے فرمایا کہ اسلام میں رمضان المبارک کے بعد اور حج بیت اللہ کے بعد عید رکھی گئی ہے۔ اسی طرح ہر ہفتہ میں بھی ایک عید آتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مومن رمضان میں مختلف عبادات بجالاتا ہے تہجد' تلاوت' نوافل اور اعتکاف کی عبادات سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور خدا کے قریب آنے کی کوشش کرتا ہے یہ رمضان پورا ماہ ہمیں روحانی مشق کا موقع مہیا کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے قریب جانے کا موقع عطا کرتا ہے اگر سچی تڑپ اور کوشش ہوگی تو ضرور خدا کے قریب ہوجائیں گے۔ ہم نہیں جانتے کہ آئندہ ہماری زندگیوں میں رمضان آئے یا نہ آئے پس ہمیں زندگی کے آخری لمحات تک ان فرائض کو ادا کرنا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہم پر عائد ہوتے ہیں اور جن سے کمزوریاں اور کوتاہیاں ہوئی ہیں اور صحیح رنگ میں رمضان کی برکات سے استفادہ نہیں کیا سوائے خدا سے معافی مانگنے اور توبہ کرنے کے کوئی چارہ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے خدا کی راہیں تلاش کرنے میں چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھا اسی کے مطابق ہمیں چاہئے کہ خدا کے مقابلے پر تمام تعلقات اور چیزیں ایک طرف کردیں اور خدا اور رسول کو مقدم کریں۔

رمضان میں ہم نے اپنی ضروریات اور پسندیدہ چیزوں تک کو خدا کی خاطر چھوڑ دیا پس آئندہ بھی ہمیں چاہئے کہ خدا کی رضا کی خاطر ہر طرح کی قربانی کرتے رہیں تاکہ وہ ہمیں بخش دے اور ہمارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے نیز اپنی رضا کی حقیقی عید عطا کرے۔ خطبہ ثانیہ کے بعد آپ نے تمام حاضرین کو عید کی مبارکباد دی۔ اور اجتماعی دعا کرائی۔

دعا کے بعد احباب نے آپس میں مصافحہ و معانقہ کیا اور عزیزوں اور دوستوں کو عید مبارک دی۔

امسال بھی مضافات قادیان سے دیر میں آنے والے مسلمان بھائیوں کیلئے دوبارہ عید کی نماز پڑھائی گئی جو مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم نے پڑھائی دعا کے بعد سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر خانہ سے تمام باہر سے آنے والے مہمانان کرام (جن کی تعداد 1000 کے قریب تھی) کو کھانا کھلایا گیا جس کے لئے محترم امیر صاحب کی ہدایت کے مطابق مجلس خدام الاحمدیہ قادیان اور عملہ لنگر خانہ نے بھی پورا تعاون دیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

19.1.99 کو ہی شام ساڑھے سات بجے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ عید الفطر ایم ٹی اے سے نشر کیا گیا جسے تمام احباب و مستورات نے سنا۔

(قریشی محمد فضل اللہ)

ایک دلچسپ تبلیغی گفتگو

(محترم عبدالباقی صاحب موتی ہاری بہار)

خداتعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ خاص فضل واحسان ہے کہ وہ ہمیشہ ان کی رہنمائی اور ہدایت کیلئے قرآن کریم کے زندہ کلام ہونے کا معجزانہ نشان ظاہر کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کچھ اس جلسہ سالانہ قادیان 1998ء کے للّٰہی سفر کے دوران ہوا کہ اس ناچیز خادم سلسلہ کے ساتھ ایک زیر تبلیغ مکرم ابو بکر صاحب مولوی فاضل آف ضلع پورنیہ بہار بھی سفر کر رہے تھے۔ مکرم ابو بکر صاحب مولوی فاضل ہونے کے ساتھ ایک ہائی سکول کے ٹیچر بھی ہیں اور اہل حدیث سے تعلق رکھتے ہیں۔ ٹرین میں سفر کے دوران ان سے اختلافی موضوعات پر باتیں ہو رہی تھیں۔ وہ عقائد "حیات عیسیٰ" اور ختم نبوت پر مصر تھے اور اس کے خلاف کچھ بھی ماننے کو تیار نہیں تھے۔ اس دوران یک بیک خاکسار کے ذہن میں سورہ صف کی یہ آیت آئی۔

وَاِذْقَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ۔

(پارہ 28 سورہ صف رکوع 1/9)

ترجمہ۔ اور (یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم سے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں" جو کلام میرے آنے سے پہلے نازل ہو چکا ہے یعنی تورات اس کی پیشگوئی کو میں پورا کرتا ہوں اور ایک ایسے رسول کی بشارت یعنی خوش خبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔

خاکسار نے اس آیت کریمہ کو پیش کرتے ہوئے مکرم ابو بکر صاحب سے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ نے تو اس آیت میں اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی پیشگوئی کی ہے جس کا نام احمد ہوگا۔ یہاں احمد سے بلا واسطہ اول مراد رسول کریم ﷺ ہیں۔ جیسا کہ ہمارے مخالفین علماء کا بھی کہنا ہے۔ ایسی حالت میں اب جبکہ مخالفین علماء کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰؑ ابن مریم ابھی بھی زندہ آسمان پر ہیں۔ تو پھر ان کی موت کے پہلے حضرت رسول کریم ﷺ کی ابھی تک آمد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد ہی آپؐ کو آنا تھا۔ اسطرح ہمارے مخالفین علماء کے اس عقیدہ کی رُو سے یہود و نصاریٰ کا آنحضور ﷺ کو ماننے سے انکار کر دینا نعوذ باللہ بجا معلوم پڑتا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد رسول کریم ﷺ کو آنا تھا اور ابھی چونکہ حضرت عیسیٰؑ ہمارے مخالفین علماء اور عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق زندہ ہی ہیں اور ان کی وفات کے بعد "احمد رسول" کی آمد کی پیشگوئی ہے تو پھر رسول کریم ﷺ کو سچا رسول کس طرح قبول کر سکتے ہیں؟ خاکسار نے مکرم ابو بکر صاحب کو بتایا کہ اگر ان کے عقیدہ کے مطابق کبھی بھی حضرت عیسیٰؑ دوبارہ زندہ آسمان سے آجاتے ہیں تو پھر جب قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ پڑھی جائے گی تو نعوذ باللہ اس آیت کا غلط اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا جھوٹا ثابت ہوگا کیونکہ صحیح صورت حال یہ ہوگی کہ رسول کریم ﷺ اُن سے (حضرت عیسیٰؑ سے) پہلے اور ان کے حوالے سے مذکورہ بالا پیشگوئی کے اُلٹ "احمد رسول" کے نام سے وفات پا چکے ہوں گے جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تا قیامت رہنے والی کامل شریعت قرآن کریم کی صداقت پر بھی آنچ پہنچے گی۔ لیکن اگر حضرت عیسیٰؑ کو صرف اس ایک آیت کریمہ کی رُو سے وفات شدہ مان لیتے ہیں جیسا کہ احمدیوں کا عقیدہ ہے تو صرف ہمارے آقا رسول کریم ﷺ اور قرآن کریم کی ہی صداقت ثابت نہیں ہوتی ہے بلکہ ہمارے مخالفین علماء کے عقائد کی ہی رُو سے دوبارہ حضرت عیسیٰؑ یا مسیح موعود کے آنے کی جو پیشگوئی ہے وہ حضرت عیسیٰؑ کی ثابت شدہ وفات کی صورت میں دوسرا وجود کا آنا بنتا ہے اور اس طرح حضرت عیسیٰؑ یعنی مسیح موعود کے دوسرے وجود کی صورت میں آنا ہمارے مخالفین علماء کے عقیدہ ختم نبوت کا بھی صفایا صرف سورہ صف کی اس آیت کریمہ سے ہی ہو جاتا ہے اور ہمارا عقیدہ اجرائے نبوت ثابت ہو جاتا ہے اور حضرت رسول کریم ﷺ کے بروز کے طور پر دوبارہ مسیح موعود یا امام مہدی کے طور پر "احمد" نام سے حضرت بانی جماعت احمدیہ کا آنا بھی ثابت ہو جاتا ہے جس کے بارے میں سورہ صف کی ہی اگلی آیت ... وَھُوَ یُدْعٰی اِلَی الْاِسْلَامِ میں کہا گیا ہے کہ انکو (یعنی حضرت احمد کو) اسلام کی طرف بلایا جائیگا جبکہ آج ہمارے مخالفین علماء پوری دنیا میں احمدیوں کو اسلام کی طرف آنے کی دعوت دے رہے ہیں اور پہلے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمدؑ کو اُن کی حیات میں اسلام کی طرف آنے کی دعوت دیتے تھے اور وہ بھی صرف اسلئے کہ صرف حضرت مرزا غلام احمدؑ نے ہی اس پیشگوئی کے مطابق احمد رسول ہونے کا اس زمانے میں دعویٰ کیا اور ہم احمدی ہی آپ کو ماننے والے ہیں ورنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا آپؐ کے ماننے والوں کو تو اسلام کی طرف بلانے کا سوال ہی نہیں اُٹھتا کیونکہ آپ تو خود بانیٔ اسلام ہیں اور دین اسلام لیکر آئے تھے اور آپؐ اور آپؐ کے ماننے والے تو خود دنیا کو اسلام کی طرف بلانے والے ہوئے۔ اسطرح سورہ صف کی ہی اس آیت کریمہ سے بانی جماعت "احمد رسول" (حضرت مرزا غلام احمد صاحب) کا مسیح موعود اور امام مہدیؑ ہونا ہی ثابت ہو جاتا ہے اسطرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے سورہ صف کی صرف ایک آیت سے مکرم ابو بکر صاحب کو ان کے تینوں اختلافی عقائد پر بالکل لاجواب کر دیا اور وہ خاموش ہو گئے۔

یہاں پر اپنے قارئین کیلئے میں اس بات کی بھی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے آقا و مطاع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل نام "محمد" تھا اور "احمد" آپ کا صفاتی نام اسلئے تھا کہ آپؐ خدا تعالیٰ کی حد درجہ تعریف کرنے والے تھے جو لفظ "احمد" کا حقیقی معنی ہوتا ہے تمام مسلمان یہ مانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا نام اللہ تعالیٰ کے اِذن سے "احمد" نہیں بلکہ "محمد" رکھا گیا تھا کلمہ میں بھی آپؐ کا نام محمدؐ ہی ہے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے "محمد" نام سے ہی سورہ "محمدؐ" نازل فرمائی اور متعدد جگہوں پر آپؐ کو محمدؐ نام سے ہی خطاب کیا ہے۔ اذان میں بھی آپؐ کی صداقت کی شہادت "محمد" نام سے ہی روزانہ پانچ بار مسلمان دیتے ہیں اور درود بھی آپؐ پر "محمد" ہی کے نام سے بھیجتے ہیں اور خود آپؐ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر صلح نامہ پر اپنے نام "محمدؐ" کا ہی مہر لگایا تھا۔ پس اس آیت میں جو علامات بتائی گئی ہیں اس کے مطابق اس پیشگوئی کے حقیقی مصداق ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت ﷺ نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کے بروز و غلام حضرت مرزا غلام احمد بانیٔ جماعت احمدیہ ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ سے پہلے لوگ اپنے آپ کو اسلام کے مدعی یا مسلمان ہونا قرار نہیں دیتے تھے اور نہ آنحضرت ﷺ کو غیر مسلم قرار دیکر آپؐ کے ماننے والوں کو اسلام کی طرف دعوت دی جاتی تھی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ تو خود آپؐ پر ہی نازل ہوئی تو پھر "احمد رسول" کے آنے کی پیشگوئی کے کیا معنی ہوں گے جبکہ اسی آیت کریمہ میں تورات کی پیشگوئی کی تصدیق کی گئی ہے جس میں رسول کریم ﷺ کے آنے کی پیشگوئی کی گئی تھی۔

پس سورہ صف کی اس آیت کریمہ سے ہمارے مخالفین علماء کے عقائد حیات عیسیٰؑ اور ختم نبوت کی ہی صف نہیں لپیٹی گئی ہے بلکہ حضرت مرزا غلام احمدؑ بانیٔ جماعت احمدیہ مسیح موعود و امام مہدیؑ کی صداقت بھی ثابت ہو گئی اور ان کے عقائد کے برعکس ہمارے عقائد کی رُو سے وفاتِ مسیحؑ اجرائے نبوت اور صداقت مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام ثابت ہوئی جو قرآن کریم کے خداتعالیٰ کا زندہ نشان اور معجزانہ کلام ہونے کا ایک بین ثبوت ہے۔

یہاں پر اس بات کی وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ خاکسار کے مذکورہ بالا اخذ کردہ نتیجہ کی تصدیق سورہ صف کی ہی دوسری آیتوں سے بھی ہوتی ہے جن میں سے صرف ایک کا یہاں، پر اختصار سے ذکر کرنا چاہوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

ترجمہ: وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ سچا دین دیکر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔

اس آیت سے متعلق پچھلے تمام بزرگ مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت مسیح موعودؑ کے متعلق ہے کیونکہ اسلام کا یہ موعودہ غلبہ اُسی کے زمانہ میں ہوگا جیسا کہ حدیث میں بھی آتا ہے کہ۔ وَیُھْلِکُ اللّٰہُ فِیْ زَمَنِهٖ الْمِلَلَ کُلَّھَا اِلَّا الْاِسْلَامَ

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۳۸)

بحوالہ احمدیہ مکمل تبلیغی پاکٹ بک مصنفہ جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم صفحہ ۶۴۲)

کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود کے زمانہ میں تمام جھوٹے دینوں کو نیست و نابود کر کے صرف اسلام کو قائم کرے گا۔

پھر کتاب ابن جریر جلد ۱۵ صفحہ ۷۲ پر لکھا ہے۔

ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ ... ذَالِکَ عِنْدَ خُرُوْجِ عِیْسٰی۔

کہ اس آیت میں جس غلبہ [illegible]ام کا ذکر ہے وہ مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد واقع ہوگا۔ نیز لکھا ہے:۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ فِیْ قَوْلِهٖ لِیُظْھِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ قَالَ حِیْنَ خُرُوْجِ عِیْسٰی۔

(ابن جریر جلد 54 بحوالہ مکمل احمدیہ تبلیغی پاکٹ صفحہ ۶۴۲)

کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے اس آیت لِیُظْھِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ کے متعلق فرمایا کہ یہ غلبہ مسیح موعودؑ کے ظہور کے بعد ہوگا۔ پس ثابت ہوا کہ یہ آیت بھی ساری کی ساری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی آمد کی پیشگوئی ہے نہ کسی اور کی جو بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمدؑ مسیح موعود و امام مہدی کے حق میں اپنے وقت پر پوری ہو چکی ہے جو اسلام کے عالمگیر غلبہ کے راستے پر ان دنوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے رواں دواں ہے جس کا اقرار خود آج مخالفین کر رہے ہیں۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے۔

خبروں کا مطالعہ

(از۔ مکرم مولوی محمد یوسف انور مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان)

دور حاضر میں سائنس اور ٹیکنالوجی انتہائی جدید ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور ترقی یافتہ ممالک کیا ٹیکنالوجی اور کیا اسلحہ سازی کی دوڑ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں لگے ہوئے ہیں اور نت نئے جدید تجربات کر کے دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال رہے ہیں اس پر طرہ یہ کہ یہ ممالک اس کے ساتھ ساتھ ایسے مہلک ہتھیار تیار کرنے میں جٹے ہوئے ہیں جن کو سمگلنگ کر کے دہشت گرد بعض ممالک مین استعمال کر کے قیمتی اور معصوم جانوں کو سیکنڈوں اور لمحوں میں موت کے گھاٹ اُتار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آج سے چودہ سو سال پہلے یہ خبریں دے رکھی ہیں کہ ایک وقت آئے گا علم اور سائنس بہت ترقی کرے گا چنانچہ آج ایک طرف تو انسان کو ان جدید آلات و ذرائع سے فائدہ پہنچ رہا ہے تو دوسری طرف انسان کو ہی ختم کرنے کے جدید آلات بھی تیار کئے جا رہے ہیں۔

آج اس دور میں ہم گھر بیٹھے بیٹھے دنیا کی سیر کرتے ہیں اور دنیا میں رونما ہونے والے واقعات اور حادثات کا اپنی آنکھوں اور سیٹ لائٹ سے بذریعہ ٹی وی مشاہدہ کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں اس آخری زمانہ کا نقشہ کھینچتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ انسان علم میں اس قدر ترقی کرے گا کہ وہ چاند اور مریخ ستارے تک پہنچ جائے گا۔ اور ایسی سہولیات پیدا ہوں گی کہ لوگ سفر آسانی سے کریں گے اسی طرح اس وقت راکٹ بم اور دیگر جدید آلات بھی بنائے جائیں گے آگ اور پانی سے بکثرت کام لیا جائے گا نئی نئی سواریاں نکل آئیں گی۔ جنگیں بکثرت ہوں گے قومیں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گی۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہوگا۔ مذہبی منافرت پھیلے گی یاجوج اور ماجوج کا زور ہوگا چنانچہ آج لفظ بلفظ ساری باتیں پوری ہو رہی ہیں۔ آج اکناف عالم کے کسی کونے میں بھی کوئی حادثہ ہوتا ہے تو آناً فاناً وہ خبر پھیل جاتی ہے۔

اس میں کیا شک ہے کہ اس کائنات کو چلانے والا ایک رب ہے جو رب العالمین ہے تمام قوموں کا رب ہے۔ وہ کسی خاص قوم یا قبیلہ یا ملک یا ذات کا خدا نہیں وہ سب کا مالک و خالق ہے۔ اور ہم اس کی مخلوق میں شامل ہیں۔ کیا ہندو کیا عیسائی کیا پارسی کیا سکھ کیا مسلمان کیا یہودی غرض کہ تمام قومیں ایک خدا کی مخلوق میں شامل ہیں۔ کیونکہ اس پیارے خدا نے ہمارے لئے زمین آسمان ستارے چاند سورج ہوا پانی جڑی بوٹیاں وغیرہ بنائیں ہیں جن سے ہم سب قومیں یکساں فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ پس یہ صفات خداوندی ہمیں یہ سبق دیتی ہیں کہ ہم بھی ذات پات اور نسلی تصادم اور فرقہ واریت کو بالکل ختم کریں اور بحیثیت انسان ایک دوسرے کے ہم و غم میں شریک ہوں۔ دنیا کے کسی کونے میں کسی بھی قوم کے یا قبیلے کے لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچے یا انہیں کسی ملک میں بزورِ تلوار یا طاقت تنگ کیا جائے یا فرقہ وارانہ فساد کر کے انہیں ظلم کا نشانہ بنایا جائے تو ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ مظلوموں کے حق میں صدا بلند کریں اور ظالموں کے خلاف آواز اُٹھائیں۔ ایسے موقعہ پر خاموشی اختیار کرنا بزدلی ہے کیونکہ خدا کے نزدیک حقیقی انسان وہی ہے جو حق کو حق اور جھوٹ کو جھوٹ برملا کہہ سکے۔ یوں تو آئے دن ریڈیو۔ ٹی وی۔ اخبارات کے ذریعہ ہمیں دل کو مجروح کرنے والی خبریں سننے کو ملتی رہتی ہیں۔ بوسنیا کا معاملہ ہو یا سیرالیون کا معاملہ فلسطین کا معاملہ ہو یا لبنان کا مسئلہ ہو۔ کویت یا عراق کا مسئلہ ہو ہندوستان یا پاکستان کا مسئلہ ہو یا مغربی ممالک کا مسئلہ ہو بلکہ جہاں اور جس ملک میں بھی انسانیت پر ظلم اور زیادتی ہو رہی ہو انصاف پسند عوام کا فرض ہے کہ وہ اس کے خلاف ضرور آواز اُٹھائیں بلکہ دنیا میں ایسے قوانین بنائے جانے چاہئیں جن سے نہ کسی کی حق تلفی ہو اور نہ کسی پر ظلم و زیادتی ہو اور مجرموں کو ایسی عبرتناک سزا دینی چاہئے کہ آئندہ کوئی اس قسم کی جرأت نہ کر سکے۔ دنیا میں اس وقت بہت سے مسائل غور طلب ہیں بہت سے معاملے یو این او کی جنرل اسمبلی میں پڑے ہوئے ہیں بیسویں صدی بھی اختتام کو پہنچ رہی ہے لیکن ابھی تک مسائل جوں کے توں ہیں باوجود اس کے کہ علم کے میدان میں قوموں نے بہت ترقی کی ہے لیکن قومی ملکی نسلی اور مذہبی تعصب کو ختم نہیں کیا جاسکا خود یو این کی جنرل اسمبلی ہو یا سیکورٹی کونسل اس کی تمام سوچ بھی یکساں نظر نہیں آتی ہے۔

عراقی تفتیشی ٹیم کا قضیہ

حال ہی میں امریکہ اور برطانیہ نے عراق کے بعض ٹھکانوں پر بمباری کی ہے جس کی وجہ سے اب ایک بین الاقوامی قضیہ کھڑا ہو گیا ہے اور ساری دنیا کی نظریں اس پر جمی ہوئی ہیں۔ کہ کیا عراق میں معائنہ کاروں کی ٹیم امریکہ کی جاسوسی کر رہی تھی یا وہ ہتھیاروں کا جائزہ لے رہی تھی؟ بی بی سی لندن کی ایک خبر کے مطابق ایک معائنہ کار نے تسلیم کر لیا ہے کہ اس نے مخصوص آلات امریکہ کی شہ پر عراق میں مخصوص جگہ پر نصب کئے تھے۔ جس کی بنا پر امریکہ اور برطانیہ نے عراق کے ان مخصوص علاقوں پر بمباری کی ہے۔ اور اب عراقی اسمبلی کے اراکین نے فیصلہ کیا ہے کہ اب سیکورٹی کونسل سے کوئی سمجھوتہ نہیں ہوگا بلکہ جن ملکوں نے عراق کی سرزمین پر جارحانہ حملہ کیا ہے وہ ہرجانہ ادا کریں اس معاملہ سے جناب کوفی حنان صاحب بھی پریشان نظر آتے ہیں۔

عراق میں حالات مزید بگڑ گئے ہیں روسی وزیر خارجہ کا بیان مسلح انسپکٹروں نے کارستانی کر کے جس چیز کا معائنہ کیا اسے ہی تباہ کر دیا۔ 15.1.99 (ہند سماچار)

کویت نے لفظی جنگ تیز ہونے پر فوجوں کو زیادہ سے زیادہ چوکس رہنے کا حکم دے دیا۔ عراق کے مزائل ٹھکانوں پر۔ تین امریکی جہازوں نے بم گرائے۔ یہ بمباری اس وقت کی گئی جب عراق میں زمین سے امریکی جہازوں کو گرانے کی کوشش کی۔ اس پر امریکی جہازوں کے عملہ نے اپنے بچاؤ کیلئے عراق کے مزائیلی ٹھکانے پر بم گرائے۔

(12.1.99 ہند سماچار)

امریکی لڑاکا جہازوں کا پھر حملہ۔ وزیر دفاع امریکہ نے مزید حملوں کی دھمکی دی۔ عراق نے سیکورٹی کونسل کے پرستاؤ منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ تناؤ پھر بڑھ گیا امریکی وزیر نے کہا کہ نوفلائی زون پر امریکی اور برطانوی جنگی جہازوں کو چیلنج کرنے پر عراقی ہوائی دفاع کو برابر سزا بھگتنی پڑے گی۔ (13.1.99 ہند سماچار)۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے اگر عراق کیلئے یو این او کے قوانین لاگو کئے جاتے ہیں تو اسی طرح کے حالات دیگر ممالک میں پائے جانے کے باوجود کیوں لاگو نہیں کئے جاتے؟۔ اگر انصاف اور عدل سے کام لینا ہے تو سب کے ساتھ یکسانہ روی اختیار کرنی چاہئے۔ یہ معاملہ عجیب نوعیت کا بن گیا ہے اور آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا کیونکہ عراقی حکومت بضد ہو گئی ہے وہ اب معائنہ کاروں کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعاون دینے کیلئے تیار نہیں۔

ماہ رمضان اور پاکستان

ادھر ابھی افسوسناک عراقی سانحہ کی چرچا جاری تھی اور معصوم عراقیوں پر تبصرے ہی ہو رہے تھے کہ اُدھر ہمارے پڑوسی دیش خداداد مملکت اسلامی ملک پاکستان میں بابرکت ماہِ رمضان میں حال ہی میں صوبہ پنجاب کے شہر ملتان کے قریب ایک عبادت گاہ پر فجر کی نماز کے بعد فرقہ پرست متعصب دہشت پسندوں نے جو موٹر سائیکلوں پر سوار تھے نمازیوں پر اندھا دھند فائرنگ کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ ملک اسلام اور واحدانیت کی سربلندی کیلئے معرض وجود میں آیا ہے۔ اور ببانگ دہل ان کے میڈیا پر چرچا یہ ہوتا ہے کہ پاکستان میں تمام اقلیتیں محفوظ ہیں اور قائداعظم محمد علی جناح نے جو اس وقت قوانین بنائے ان پر حکومت عمل پیرا ہے۔ لیکن پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ گواہ ہے کہ 50 سالوں میں پاکستان نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ اور کتنا عرصہ جمہوری حکومت برسر اقتدار رہی ہے۔ اور کس قدر اقلیتوں کو تحفظ حاصل رہا ہے۔ بیشتر عرصہ تو فوج کے ہاتھ میں ہی حکومت کی باگ ڈور رہی ہے۔ حقیقت میں قائداعظم محمد علی جناح کی وفات کے بعد پاکستان میں علاقائی۔ نسلی۔ اور فرقہ وارانہ فسادات نے سر اٹھایا ہے۔ اور ان سالوں میں سینکڑوں معصوم افراد کو کٹر پنتھی ملاؤں کی شہ پر موت کے گھاٹ اُتارا گیا۔ اور معصوم عوام کو وقتاً فوقتاً زدوکوب کیا گیا۔ جس کے بارے میں ایمنسٹی انٹرنیشنل نے کئی بار اپنے بیانات میں حکومت پاکستان کو خبردار بھی کیا ہے لیکن حالات جوں کے توں ہیں پچھلے چند سالوں میں صوبہ سندھ میں مہاجروں کے ساتھ جو ظلم و ستم روا رکھا گیا جس میں سینکڑوں افراد قتل کئے گئے اور کروڑوں روپے کی جائیدادیں تباہ کی گئیں۔ اور اب وہاں گورنر راج نافذ کیا گیا ہے۔ اور وہاں فوجی عدالتیں قائم کی گئیں اور ان عدالتوں نے دو آدمیوں کو موت کی سزا بھی دی جس پر ایمنسٹی انٹرنیشنل اور دیگر انسانی تنظیموں نے کڑی نکتہ چینی کی بی بی سی کی خبر کے مطابق پاکستان کی سپریم کورٹ نے فوجی عدالتوں کو حکم امتناعی کا حکم سنایا ہے۔ اگرچہ فوجی عدالتیں وہاں اپنا کام کرتی رہیں گی لیکن وہ کسی شخص کو تا حکم ثانی پھانسی کی سزا نہیں دے سکتیں

افسوس اس بات کا ہے کہ اس بابرکت ماہِ رمضان میں ایک عظیم اسلامی مملکت میں جہاں خدا کے نیک اور پیارے بندے خدا کی عبادت میں مصروف ہوتے ہیں اور اپنے رب سے التجا کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے میں وطن دشمن عنصر جو فرقہ پرستی میں کھلم کھلا ملوث ہے۔ نہ صرف پاکستان کو بلکہ مذہب اسلام کو بدنام کرنے پر تلا ہوا ہے نے موقعہ پا کر ان معصوم اور بے گناہ انسانوں کو ہمیشہ ہمیش کی نیند سلا دیا۔ ذرا تھوڑی دیر کیلئے سوچیں اور غور کریں کہ کیا گزری ہوگی ان مرحومین کے لواحقین پر جن کے پیارے ان سے ہمیشہ ہمیش کیلئے جدا کر دیئے گئے اور انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا کتنا کہرام مچا ہوگا اور خدا کے دربار میں فرشتوں نے کیا عرضداشت پیش کی ہوگی۔ خدا نے عرش پر اس سانحہ پر کیا فیصلہ کیا ہوگا ہائے افسوس پاکستان کے ان ظالم اور فرقہ پرست دہشت پسندوں پر جو وقتاً فوقتاً انسانی خون کی ہولیاں کھیلتے ہیں۔

ہندوستان میں عیسائیوں پر حملے

چند دنوں سے یہ خبریں عام آ رہی ہیں صوبہ گجرات میں "ضلع ڈانگ" میں کرسمس کے موقعہ پر عیسائیوں کو بعض شرپسند ہندو قوم پرست غنڈوں نے گرجا گھروں اور مکانوں کو نظر آتش کیا اور بعض عیسائیوں کو زدوکوب کیا اور انہیں ڈرایا دھمکایا اور انہیں ہجرت کرنے کو کہا گیا۔ چنانچہ اس معاملہ کو لیکر اسمبلی میں بھی بحث ہوئی اور کئی لیڈروں نے اس واقعہ کی پرزور مذمت کی خاص طور سے خود وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی جی نے اس جائے واردات پر جائزہ لیکر اس سانحہ کی مذمت کی اور ایسے شرپسند لوگوں سے سختی سے نپٹنے کیلئے کہا اور ساتھ ہی تبدیلی مذہب پر قومی سطح پر بات چیت کرنے کا اشارہ بھی دیا۔ اس پر ہندوستان کی حزب اختلاف پارٹیوں نے شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے ہندوستان کے عیسائیوں نے الزام لگایا ہے کہ یہاں کی مقامی پولیس اور حکومت کے کارندے اس سازش میں شامل ہیں کیونکہ کئی دفعہ اس قسم کے واقعات ہوتے رہے ہیں لیکن پولیس نے کبھی بھی کسی کی گرفتاری عمل میں نہیں لائی۔

بی بی سی کی خبروں کے مطابق آج 10.1.99 کو لاہور کے بشپ اور ہزاروں عیسائیوں نے ہندوستانی سرحد کے پاس مظاہرہ کیا اور بال ٹھاکرے مردہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے عیسائیوں

پر ظلم بند کرو“ کے نعرے بھی لگائے اور اقوام متحدہ سے بھی اس سلسلہ میں اپیل کی گئی ہے۔

بی بی سی لندن کی خبر کے مطابق کئی روز سے پاکستان کے مختلف شہروں میں ہندوستان میں عیسائی فرقے پر ہو رہے مظالم کے خلاف مظاہرے ہو رہے ہیں۔ اور موجودہ حکومت کو ان فرقہ وارانہ فساد کا ذمہ دار قرار دیا جارہا ہے۔ اس سلسلہ میں کوئٹہ میں ایک بڑا جلوس بھی نکالا گیا۔

یہ وہی ملک ہے جہاں لاکھوں کی تعداد میں معصوم احمدی مسلمان رہ رہے ہیں مگر حیرت کی بات ہے کہ ہندوستان یا پاکستان میں عیسائیوں پر حملے ہوں یا دیگر اقلیتوں پر حملے ہوں تو حکومتیں حرکت میں آتی ہیں اور جائزہ لینے کیلئے جائے واردات پر پہنچ جاتی ہیں اور معاملہ کی عدالتی تحقیقات کرائی جاتی ہے اور اسمبلیوں میں بھی معاملہ زیر بحث لایا جاتا ہے۔ اس کے برعکس پاکستان میں سالہا سال سے جماعت احمدیہ کے افراد کو وقتاً فوقتاً حراساں کیا گیا انہیں زدوکوب کیا گیا۔ ان کی جائیدادیں ضبط کی گئیں انہیں ملازمتوں سے برطرف کیا گیا۔ بنیادی حقوق سے محروم رکھا گیا انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیکر اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے روکا گیا یہاں تک کہ کئی سالوں سے پاکستان میں احمدی نہ تو اذان دے سکتے ہیں نہ جلسے کر سکتے ہیں۔ نہ عام لوگوں کو السلام علیکم کہہ سکتے ہیں۔ نہ کلمہ مسجد پر لکھ سکتے ہیں نہ مسجد کو مسجد کہہ سکتے ہیں حتیٰ کہ شادی کارڈ پر بھی اگر کوئی احمدی بسم اللہ یا اسلامی اصطلاح استعمال کرے تو اس پر مقدمہ دائر کیا جاتا ہے۔ کسی نہ کسی طرح احمدی کو بہانہ بنا کر جھوٹے مقدمات میں پھنسا کر عدالتوں میں گھسیٹا جاتا ہے۔ اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے مگر کسی کی زبان اس کیلئے نہیں کھلتی اور احمدی مسلمان حق کے باوجود بھی کسی قسم کا مظاہرہ نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ وہ اسلام کی تعلیم پر عمل کر کے اپنے پیارے خلیفہ کے ارشاد کی تعمیل میں صبر سے کام لیکر صرف اور صرف خدا کے دربار میں دُعاؤں کے ذریعہ مظاہرہ ضرور کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق معصوم لوگوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اور کرتا رہے گا انشاءاللہ۔

خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں

ذرا سوچیں تو صحیح وہ حکومت کہاں ہے جس نے احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا اور وہ حکومت کہاں ہے جس نے احمدیوں پر پابندیاں عائد کرنے کیلئے قوانین بنائے تھے۔ وہ فوجی جرنیل کہاں ہیں جو یہ خواب دیکھ رہے تھے کہ اب خلافت پر ہاتھ ڈال کر اس جماعت کے نظام کو درہم برہم کر دیا جائے گا۔ ذرا آنکھیں کھولیں اور ٹھنڈے دل سے سوچ لیں کہ ان لوگوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف جو ہتھکنڈے استعمال کئے تھے وہ کس کے حق میں کارگر ثابت ہوئے۔ جماعت احمدیہ کے حق میں یا ان کے حق میں جن کا آج کوئی وجود بھی نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خلاف دشمن عناصر کے ناپاک ارادے یہ تھے کہ ایسی پابندیاں ان پر لگائی جائیں جن سے ان کے خطبات وعظ و نصائح سے دنیا بھر کے احمدیوں کو محروم کیا جائے۔

لیکن اس کے مقابل خدا کے فضل کے ساتھ آج وہ خدا کا خلیفہ خدا کے فضل و رحم کے ساتھ سیٹیلائٹ کے ذریعہ نہ صرف احمدیوں کو بلکہ تمام دنیا کے لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کی ترقی کی راہیں پہلے سے ہزارہا درجہ کھلی ہیں۔ اور خلافت کی برکت سے جماعت احمدیہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے اور ایم ٹی اے کے ذریعہ سے اکناف عالم میں تبلیغ اسلام کا کام جس رنگ میں جماعت احمدیہ کو اپنے پیارے امام کی قیادت میں توفیق مل رہی ہے اگر ساری اسلامی حکومتیں مل کر بھی کوشش کریں ہرگز وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکتیں ہیں۔ پس اے پاکستانی ملاؤ! تم نے تبلیغ روکنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی مگر سنو خدا کے فضل سے پاکستان میں سعید روحیں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں بکثرت شامل ہو رہی ہیں۔ اب وہ وقت دور نہیں کہ تم کہو گے اے احمدیو تم جیت گئے اور ہم ہار گئے۔

ایک دلچسپ خبر

”دعوت ایک کو لیکن سو ساتھ گئے“

نوائے وقت اور دوسرے اخبارات نے اس بات پر اعتراض کیا کہ صدر کلنٹن نے صرف میاں صاحب کو دعوت دی لیکن میاں صاحب ایک سو کی فوج جن میں مردوں کے ساتھ ان کی بیویاں بھی تھیں سرکاری خرچ پر امریکہ لے گئے۔ اور انہیں بہت مہنگے ہوٹلوں میں ٹھہرایا گیا اس پر پاکستان کے کچھ جرنلسٹوں نے اعتراض کیا تو صدر تارڑ نے ایک جرنلسٹ سے اس کے سوال پر پوچھا آپ بتائیں ان ایک سو میں سے کون ضروری نہیں تھا۔ اس پر ایک جرنلسٹ نے کہا کہ انکی بیویاں کس کام سے ان کے ساتھ گئی تھیں۔ صدر نے جواب نہیں دیا۔ لیکن مسکرائے جنگ گروپ کے ہفت وار میگزین لندن میں مقیم راجہ شمس الحق نے ایک لیکھ میں لکھا ہے کہ میاں صاحب بہت سمجھدار ہیں وہ جانتے ہیں کہ اگر بدیشوں میں سرکاری خرچ پر جانے والے پاکستانی مرد بیویوں کے بنا جائے تو عام طور پر اچھا نہیں ہوتا بیویوں کی ضرورت رہتی ہے ایک بار برطانیہ میں اسی طرح ایک سرکاری وفد میں آئے ہوئے ایک پاکستانی ایک ہوٹل میں ٹھہرائے گئے وہاں قریب کے کلب میں شراب کے جام لنڈائے جارہے تھے اور بہت کچھ بھی ہو رہا تھا یہ صاحب اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے انہیں شرمناک حالت میں پایا گیا شراب کے نشے میں بڑی مشکل سے ہوٹل میں لایا گیا

تین چار برس پہلے ایک مولانا امریکہ میں سرکاری مشن پر یعنی کشمیر کے معاملہ پر پاکستان کی حمایت حاصل کرنے کیلئے گئے وہ اس مقصد کیلئے کچھ حاصل نہ کر سکے لیکن ایک گوری کو دل دے بیٹھے۔ اور اسے اپنی دوسری بیوی بنا کر لانے میں کامیاب ہو گئے۔ انہوں نے کہا میں نے کافروں کے دیش میں اسلام کا پرچار کیا ہے وہ مولانا طالبان کے حمایتی ہیں۔

بحوالہ:۔ پاکستان کے شب و روز جمنا داس اختر 30 دسمبر 98

چلتے چلتے کرکٹ کی خبر بھی سن لیں

مورخہ 10.1.99 کی خبروں میں بی بی سی لندن کی خبروں کے مطابق ہند پاک کی کرکٹ ٹیموں میں اس ماہ کے آخر میں میچ ہونے والا ہے لیکن وشو ہندو پریشد کے 15 نوجوانوں نے رات کے وقت دیوار پھاند کر پچ کو کھود کر خراب کر دیا ہے اور بال ٹھاکرے اور اس کے حمایتیوں نے اعلان کر رکھا ہے کہ اگر پاکستان کی ٹیم یہاں سیریز کھیلنے کیلئے آئی تو ہم ہر ممکن کوشش اس کو روکنے کیلئے کریں گے۔ اور یہ میچ نہیں ہونے دیں گے۔ اس کے برعکس ہندوستان کے وزیر داخلہ اور وزیر اعظم بھارت نے بیان دیا ہے کہ یہ میچ ضرور ہو کر رہے گا ایسے لوگوں کو اس قسم کی حرکت سے باز رکھا جائے گا۔ چنانچہ بی بی سی کے مطابق آج رات 12 شوسینا کے ورکروں کو گرفتار کیا گیا ہے جنہوں نے میچ میں خلل ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ پاکستان کے کپتان وسیم اکرم نے بھی بیان دیا ہے کہ اگر حکومت ہند سیکورٹی کی ضمانت دیتی ہے تو ہم ضرور ہندوستان جائیں گے۔ دونوں ملکوں کے باشعور باشندے چاہتے ہیں کہ اس قسم کے میچ بار بار ہوتے رہنے چاہئے تاکہ دونوں ممالک کے حالات میں سدھار پیدا ہو اور دشمنی و نفرت دور ہو سکے۔ مگر بعض ہندو فرقہ پرست اور بعض مسلمان فرقہ پرست عناصر جان بوجھ کر اس راہ میں حائل ہوتے اور بدمزگی پیدا کرتے ہیں۔

اب کرکٹ بورڈ اور حکومت ہند کے فیصلہ کے مطابق ہند پاک کرکٹ ٹیموں کا پہلا میچ دہلی کی بجائے چنئی میں ہوگا۔ کھلاڑیوں کو پورا پورا تحفظ دینے کا وزیر اعظم کا اعادہ۔ شوسینا ورکروں کی دھمکی کے باوجود یہ سیریز کھیلی جائے گی حکومت ہند کا پرزور واضح طور پر اعلان۔ پاکستان کے خصوصی نمائندہ نے سیکورٹی کا جائزہ لیکر اپنی حکومت کو رپورٹ پیش کر دی ہے اُمید ہے کہ پاکستانی ٹیم بروقت پہنچ جائے گی۔

دہلی سے لاہور سیدھی بس سروس

سالہا سال کے بعد پہلی مرتبہ دونوں ممالک کے مابین سیدھی بس سروس شروع ہو گئی 20 اراکین پر مشتمل ایک ٹیم بذریعہ بس دہلی سے لاہور روانہ ہو گئی۔ اخبار کے مطابق یہ بس ہفتہ میں چار دن چلا کرے گی اور اس کا کرایہ 600/- روپے ہوا کرے گا۔ اس سمجھوتے سے ان سواریوں کو جو ہندوستان کے مختلف صوبوں علاقوں سے پاکستان میں مقیم اپنے رشتہ داروں سے ملاقات کیلئے خواہشمند ہیں سہولت پیدا ہو گئی ہے اور اسی طرح پاکستان کے مسافروں کیلئے بھی۔ مگر افسوس اس بات کا ہے کہ پاکستان میں اس بس سروس کے خلاف جماعت اسلامی کے ورکروں نے مظاہرہ کیا تاہم جمنا داس اختر کی رپورٹ بحوالہ ہند سماچار کے مطابق پاکستان میں اس وفد کا خیر مقدم کیا گیا اور خوشی منائی گئی اور اس بس سروس سے دونوں ممالک کے مابین باہمی رابطہ پیدا ہوگا یاد رہے پاکستان سے بھی اسی طرح کی ایک بس ایک وفد کو لیکر لاہور سے دہلی پہنچ گئی ہے۔ اُمید ہے عنقریب یہ بس سروس دونوں حکومتوں کے فیصلہ کے مطابق چالو رہے گی۔ ہماری اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نیک ہدایت دے اور دونوں ممالک میں رہنے والی جملہ قوموں کو فرقہ واریت کی زد سے بچائے اور یہ دونوں ملک آپس میں ایک دوسرے کے قریب ہوں اور کیا اقتصادی کیا معاشرتی اور علمی ہر لحاظ سے دونوں ملک ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہوں۔

ارشاد نبوی
خَیرُ الزَّادِ التَّقوٰی
سب سے بہتر زاد راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینٹو لین کلکتہ 700001
دکان- 248-5222, 248-1652
رہائش- 243-0794, 27-0471

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Dist Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (091) 01872-20757
20091
FAX:(091) 01872-20105

Vol - 48 Thursday, 28 th January 1999 Issue No-4

سال 1999 میں تبلیغی وتربیتی جلسوں کا پروگرام

احباب جماعت اور مبلغین و معلمین کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ دورانِ سال 1999 میں درج ذیل تاریخوں میں تبلیغی وتربیتی جلسوں کا پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔
سیرت النبی ﷺ کے کم از کم چار جلسے دوران سال منعقد کئے جائیں سہولت کے مطابق تاریخوں میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

۱۔ جلسہ یوم مصلح موعودؓ ۲۰/ فروری (تبلیغ) ۱۹۹۹ء
۲۔ جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام:۔ ۲۳/ مارچ امان ۱۹۹۹ء
۳۔ جلسہ سیرت النبی ﷺ ۲۵/ اپریل شہادت ۱۹۹۹ء
۴۔ جلسہ یوم خلافت ۲۷/ مئی ہجرت ۱۹۹۹ء
۵۔ جلسہ سیرت النبی ﷺ ۲۷/ جون احسان ۱۹۹۹ء
۶۔ ہفتہ قرآن کریم یکم تا ۷/ جولائی وفا ۱۹۹۹ء
۷۔ جلسہ سیرت النبی ﷺ ۲۹/ اگست ظہور ۱۹۹۹ء
۸۔ جلسہ پیشوایان مذاہب ۵ ستمبر تبوک ۱۹۹۹ء
۹۔ جلسہ سیرت النبی ﷺ ۳۱/ اکتوبر اخاء ۱۹۹۹ء
۱۰۔ یوم تبلیغ: سال میں کم از کم دو مرتبہ ماہ جون و ماہ نومبر میں ایک صوبائی سطح پر ایک ملکی سطح پر۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

THE FIRST ISLAMIC SATELLITE CHANNEL

BROADCASTING ROUND THE CLOCK

Muslim TV AHMADIYYA International

AUDIO FREQUENCY	
URDU	6.50
ENGLISH	7.02
ARABIC	7.20
BENGALI	7.38
FRENCH	7.56
DUTCH	7.74
TURKISH	8.10

SATELLITE : INTELSAT 703 IS -703 AT 57* E
DECODER : C Band
POSITION : 57* East
POLARITY : Left Hand Circular
DISH SIZE : Max. 8 Ft
VIDEO FREQUENCY : 4177.5 Mhz
AUDIO FREQUENCY : 6.50 Mhz
E Mail : mta @ bitinternet . com

☆ ...... اگر آپ خود یا اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم سے روشناس کرانا چاہتے ہیں۔
☆ ...... اگر آپ موجودہ فحاشی سے بھرپور ٹی وی چینلز سے بچ کر اپنی اور اپنے بچوں کی اخلاقی و روحانی پرورش کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہمیشہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل

ہی دیکھئے۔ اس میں نماز سکھانے۔ قرآن مجید سکھانے کے علاوہ حضرت امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے درس القرآن۔ ترجمۃ القرآن و ہومیو پیتھی کلاس اور مجالس عرفان نشر ہوتی ہیں۔
علاوہ ازیں زبانیں سکھانے اور کمپیوٹر و سائنس سے متعلق دیگر معلومات سے بھرپور پروگراموں سے بھی آپ استفادہ کر سکتے ہیں۔
☆ ...... جماعتِ احمدیہ کا عربی رسالہ التقویٰ لنڈن۔ انٹرنیشنل الفضل لندن۔ جماعتی کتب اور دیگر معلومات Computer Internet پر دیکھ سکتے ہیں۔ جس کا نمبر اوپر دیا گیا ہے۔
☆ ...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات۔ ہومیو پیتھک کلاسز اور دیگر ضروری پروگرام کی ویڈیو کیسٹ حاصل کرنے کیلئے نیچے لکھے پتہ جات پر رابطہ قائم کریں۔
نوٹ: ایم ٹی اے کی جملہ نشریات کا پی رائٹ © قانون کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ اس کے کسی بھی حصہ کی بلا اجازت اشاعت یا نشر خلافِ قانون ہے۔

NAZARAT NASHRO - ISSHAT
MTA QADIAN Mohalla Ahmadiyya Qadian -143516
Ph: 01872-20749 Fa x : 01872 - 20105

MTA International, P.O . Box 12926, London SW 18 4ZN
Tel : 44-181 870 0922 Fax : 44 - 181 875 0249
Internet code : http://www.alislam.org/mta

طالب دُعا:- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

EXPORTS & IMPORTS
All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves, Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)
Contact:
OCEANIC EXIM
57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)
PH: 2805209, 2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
SHOWROOM: 27-2185, 26-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 26-2096, 26-4696, 27-8749 FAX: ++91-33-26-9893